حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رضی اللہ عنہ کے

عقائد مکتوبات کی روشنی میں

مسلکِ مجدد قدس سرہٗ

مرتبہ: صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی

شعبہ نشر و اشاعت

انجمن حزب الرسول و دار المبلغین

حضرت میاں صاحب شرقپوری

قد اعتنى بطبعه طبعة جديدة بالأوفست

حسين حلمي بن سعيد استانبولي

IŞIK KİTABEVİ
Dârüşşefeka Cad. No 72
P K 35 Fâtih - İstanbul
1976

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رضی اللہ عنہ کے

عقائد مکتوبات کی روشنی میں

مسلکِ مجدد قدس سرہ

مرتبہ: صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی

شعبہ نشر واشاعت

انجمن حزب الرسول ودار المبلغین

حضرت میاں صاحب شرقپوری

قد اعتنى بطبعه طبعة جديدة بالأوفست

حسين حلمي بن سعيد استانبولي

يطلب من المكتبة ايشيق بشارع دار الشفقة بفاتح ٧٢

استانبول - تركيه

١٣٩٦ هجرى ١٩٧٦ ميلادى

مسلکِ مجدد قدس سرہٗ

سرزمین پاک و ہند کو جب اسلام نے اپنی ضیا پاشیوں سے منور کیا اور جب اس تیرہ و تاریک ملک میں بتوں کے پجاریوں کی اکثریت خدائے احد و صمد بزرگ و برتر کے حضور ناصیہ فرسا ہونے لگی اور محبتِ محبوب خدائے لم یزل ہر دل میں موجزن ہوئی تو شیطان اپنے پرانے ہتھکنڈوں کے ساتھ اسلام کے بڑھتے ہوئے وقار کو ٹھیس پہنچانے پر کمربستہ ہوگیا۔ گویا شرار بولہبی چراغ مصطفوی سے برسرپیکار ہوگیا۔ باطل نے ہر وہ لبادہ اوڑھا اور ہر وہ روپ دھارا جس سے وہ حق کو دبا سکے لیکن حق دبنے اور اسلام مٹنے کیلئے نہیں آیا چنانچہ جب بھی باطل نے کسی بھی شکل میں اسلام کے ساتھ پنجہ آزمائی کی شکستِ فاش کھائی اور اللہ تبارک وتعالیٰ کا یہ حکم: قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۚ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا ○ ہر مقام پر اپنی صداقت منوا کر رہا۔ اکبر جو کہ مغلیہ خاندان کا ایک نامور شہنشاہ تھا اپنی مذموم کوششوں اور ہندو نواز مصلحتوں کے باوجود "دینِ الٰہی" کی ترویج نہ کر سکا اور اللہ رب العزت نے مجدد وقت سلطان الہند امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کو اس دین باطل کی بیخ کنی کے لئے مامور فرمایا ؎

وہ ہند میں سرمایہ ملت کا نگہبان ۔۔۔ اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار

امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے فیضانِ نظر سے ہر دل میں عشقِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو جلوہ گر کر دیا۔

ہر کہ عشقِ مصطفےٰ سامانِ اوست ۔۔۔ بحر و بر در گوشہ دامانِ اوست

اللہ تعالیٰ کے محبوب پاک حضور نبی کریم شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی نے جو شمع روشن کی تھی باطل اپنی تمام الحادی اور

L10/06

۳ رجب المرجب ۱۳۹۶

ضلع پشاور 10 ... چارسده از دفتر جمعیة العلماء افغان Dated ... JULAY 1976

19600/ ناظم — مولوی عبد الواحد آسی لستوی خان الله ...

این مرثیه جناب حکیم الامة سید عبد الحکیم آروَاسی قدس الله سره مرشد المرشدین و مراد المریدین و مرشد عزیزم حسین حلمی عشق سعید استانبولی الصیدلی

گشت بر مغربِ غروب آب شد ... سید عبد الحکیم آفتاب شد
گوهر یکتا صدف عصر بود ... قیمتش در جوهرا نایاب شد
کان یعسوب الافاضل فی العلیٰ ... و اصلِ اعلیٰ رفیق چو شهاب شد
گشت حسین ابن السعید الصیدلی ... عشق و اندر عشق او بیتاب شد
از هم گریان و بریان افراق ... زان که روی مرشدش محجاب شد
سایهٔ مرشد مربی از سرش ... رفت و او حیران درین گرداب شد
اهلِ قسطنطنیه ایتاما شدند ... شیخ آرواسی چو محوِ خواب شد
دولت و اقبال در باغلوم رفت ... انقره دا هیت چون آفتاب شد
یکهزار و سیصد و شصت و چهار ۱۳۶۴ ... سالِ وصلش با ربُ الارباب شد
شد شهید راهِ حق ای دوستان ... رسم عشاقست که بر احباب شد
از کبارِ نقشبندی عارفان ... سیر از سرهند شراب شد
رفت بر خلدِ برین زین فانیان ... گشت باقی در صبا غرقاب شد
منشی آسی بدان مشر رسید ... منشیش زان مر بهر اداب شد

نویدم صباحت ... عبد الواحد آسی لستوی ... ایشان ... سرحد ... افغانستان

حضرت امام ربّانی مُجدّد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی

قدس سرہُ السّامی

جب دنیا میں کفر و طغیان، شرک و بدعت کی گھٹا ٹوپ آندھیاں چھا جاتی ہیں اس وقت ربّ ذوالجلال والاکرام اپنے فضل و کرم سے اپنے برگزیدہ بندے پیغمبروں کو مبعوث فرماتا ہے اور وہ اس دنیا میں آکر بدعقیدگی اور کفر و طغیان کا مقابلہ کرتے ہیں اور مخلوق خدا کو گمراہی کے عمیق غاروں سے نکال کر صراطِ مستقیم پر گام زن کرتے ہیں۔

انبیاء علیہم السلام کا یہ سلسلہ سیدنا آدم علیہ السلام سے شروع ہو کر سیدنا نوح علیہ السلام سیدنا موسیٰ علیہ السلام اور سیدنا عیسےٰ علیہ السلام سے ہوتا ہوا حضور پُر نور جناب سیدنا و مولانا محمّد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم تک منتہی ہوتا ہے۔ جناب رسالت مآب صلی اللّٰہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم قصرِ نبوت کی آخری اینٹ اور سیدالمرسلین اور خاتم النبیّین ہیں حضور پُر نور سرکار مدینہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ چونکہ یہ سلسلہ رشد و ہدایت جاری رہنا ہے اور سرکار مدینہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم . . . . خاتمِ نبوت ہیں۔ اس لئے یہ کام حضور پُر نور صلی اللّٰہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے غلاموں یعنی اولیاء کرام بالخصوص مجدّدین کے سپرد ہوا۔ ہر سو سال کے بعد ایک مجدد پیدا ہوتا ہے۔ مجدد اپنے وقت میں حضور پُر نور سرکار مدینہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کا عملی نمونہ ہوتا ہے۔ وہ حضور رسالت مآب صلی اللّٰہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی اتباع میں عزم و استقلال، عزیمت و استقامت

طاغوتی طاقتوں کے باوجود اس کی ضیا پاشیوں میں کمی نہ لا سکا بلکہ پاک و ہند میں بالخصوص اور اقصائے عالم میں بالعموم پیر کامل حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے کروڑوں عقیدت مند پیدا ہو گئے۔ شیطان نے اپنی اس شکستِ فاش سے بوکھلا کر ایک ایسی جماعت کا روپ دھارا جو بظاہر تو مسلمان نظر آتے ہیں مگر اسلام کے ساتھ بغاوت ان کے قول و فعل سے نمایاں ہو جاتی ہے۔ بزرگانِ کبار اور خود سرکارِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بغض و عناد اور ان کے فیوض و برکات سے انکار ان کی سرشت میں داخل ہوتا ہے، بزرگانِ دین کی تعلیمات اور احادیث نبوی کی تشریحات کو کاٹ چھانٹ کر ایسے انداز میں پیش کرتے ہیں جس سے ان کے باطل عقائد کی تائید ہو جائے۔ یہ فرقہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی (جو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے روشن چراغ، مادرزاد ولی اور مجدد برحق ہیں) کی تعلیمات کو اپنی مطلب برآری کے لئے غلط انداز میں پیش کرنے کی کوششوں میں لگا ہوا ہے اور کئی ایک کتابیں اپنے مذموم مقصد کے حصول کیلئے طبع کرا چکا ہے چنانچہ اس جماعت کی زہر چکانیوں کے اثراتِ بد کو زائل کرنے کے لئے میں نے حضرت شیخ مجدد کے مکتوبات شریف کی روشنی میں ایک کتاب موسوم بہ "ارشاداتِ مجدد" مرتب کی ہے جو اہل اللہ اور اہل دل حضرات کی نگاہوں میں قبولیت تامہ حاصل کر چکی ہے۔ زیرِ نظر کتابچہ اسی کا ملخص ہے جو افادہ عوام کے لئے طبع و شائع کیا جا رہا ہے تاکہ اہل شوق حضرات اس کے مطالعہ سے فیض مجدد سے بہرہ ور ہو سکیں اور مجھ ناچیز کے لئے ازدیادِ محبتِ اہل حق اور عشق رسول برحق کیلئے دعا فرمائیں۔

(صاحبزادہ میاں) جمیل احمد شرقپوری
شرقپور شریف۔ ضلع شیخوپورہ
(مغربی پاکستان)

المکتبہ پریس ۵۰ شارع فاطمہ جناح لاہور

تعلیم

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے پہلے اپنے والد محترم حضرت شیخ عبد الاحد رحمۃ اللہ علیہ سے تعلیم حاصل کی۔ سترہ برس کی عمر تک اکثر علوم میں مہارت حاصل کر لی۔

حضور پرنور سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے ارشاد کے مطابق دو شخص کبھی سیر نہیں ہوتے۔ ایک علم کو چاہنے والا اور دوسرا مال کا خواہشمند۔ چنانچہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کی علمی پیاس نہ بجھی تو گھر سے نکلے اور وطن مالوف سرہند شریف کو خیرباد کہا اور سیالکوٹ آکر مولانا کمال کشمیری سے جو اپنے وقت میں بڑے عابد اور زاہد تھے تعلیم حاصل کی۔ حدیث کی بعض کتابیں مولانا یعقوب کشمیری سے پڑھیں۔ سیالکوٹ میں ہی حضرت ملا عبد الحکیم سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے کمالات دیکھ کر ان کی بیعت کر لی۔ ۲۱ برس کی عمر میں مزید علوم و معارف سے بہرہ ور ہو کر سرہند شریف آئے اور مسند درس و تدریس پر جلوہ افروز ہو گئے۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد حضرت شیخ عبد الاحد رحمۃ اللہ علیہ، شیخ رکن الدین بن شیخ عبد القدوس رحمۃ اللہ علیہ گنگوہی کے خلیفہ مجاز تھے جو سلسلہ چشتیہ کے نامور بزرگ تھے۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ سلسلہ عالیہ چشتیہ میں اپنے والد بزرگوار علیہ الرحمۃ سے بیعت ہوئے حضرت پیران پیر شیخ عبد القادر گیلانی محبوب سبحانی سرکار بغداد رحمۃ اللہ علیہ کا فیض قادریہ خرقہ غوثیہ حاصل کیا حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ

کا پیکر بن کر دین کی تجدید کرتا ہے۔ ایک ہزار سال کے بعد ایک بڑا مُجدّد مبعوث ہوتا ہے جو دین میں نئی روح پھونکتا ہے۔ اور شرک و بدعت کا قلع قمع کر کے دین کو اپنے اصلی رنگ میں پیش کرتا ہے۔

حضرت امام ربّانی مجدّد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرھندیؒ رحمۃ اللہ علیہ ۱۴ شوال ۹۷۱ھ ہجری بروز جمعہ سرہند شریف میں پیدا ہوئے۔ حضرت کا نام نامی شیخ احمد رکھا گیا حضرت کا سلسلہ نسب ۲۸ واسطوں سے حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔

بہت سے بزرگوں نے حضرت امام ربّانی مجدّد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے ورود مسعود کے بارے میں پیشنگوئیاں فرمائیں۔ حضور پیرانِ پیر دستگیر محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ مراقبہ کے بعد فرمایا کہ میں نے عالم واقعہ میں ایک نور مشاہدہ کیا ہے اس کا ظہور مجھ سے پانچصد سال بعد ہوگا۔ اس ہستی کا نام شیخ احمد ہوگا۔ ان کے ذریعہ دینِ اسلام کی تجدید ہوگی سیدنا غوث پاک رضی اللہ عنہ نے اپنا خرقہ مبارک خدّام کے سپرد کیا اور فرمایا جب امام ربّانی مجدّد الف ثانی شیخ احمد سرھندی رحمۃ اللہ علیہ کی بعثت ہو تو یہ خرقہ ان کو دیا جائے۔

چنانچہ یہ خرقہ مبارک مختلف ذریعوں سے ہوتا ہوا سلسلہ کے نامور بزرگ حضرت شاہ کمال کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے حضرت شاہ سکندر قادری قدس سرہ العزیز کے پاس پہنچا اور ان سے حضرت امام ربّانی مُجدّد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کو ملا۔

آیا ہوں۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کی بیعت کا شرف حاصل کیا۔ حضرت خواجہ محمد باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ پر بڑا ناز تھا ایک دوست کو خط میں اس کا اظہار فرماتے ہیں:۔ شیخ احمد مردیست از سرہند کثیر العلم و قوی العلم روزے چند فقیر با او نشست و برخاست کرد عجائب بسیار از روزگار اوقات او مشاہدہ نمود بآں ماند کہ چراغے شود کہ عالم ہا ازو روشن گردد الحمد للہ تعالےٰ احوال کاملہ او مرا بہ یقین پیوستہ۔ (مقامات امام ربانی صفحہ ۱۱)

ترجمہ: شیخ احمد سرہند کے رہنے والے ہیں۔ وہ کثیر العلم اور قوی العلم ہیں۔ فقیر نے چند روز ان (شیخ مجدد) سے مجلس کی ہے۔ اس دوران ان سے بہت سے عجائبات دیکھنے میں آئے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ چراغ کی طرح روشن ہوں گے جن سے جہان روشن ہوں گے۔ الحمد للہ کہ ان کے احوال کاملہ نے مجھے اس امر کا یقین دلا دیا ہے۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ سرہند شریف میں مسند رشد و ہدایت پر جلوہ افروز ہوئے تو مخلوقِ خدا اطراف و اکناف سے آکر حلقہ ارادت میں شامل ہونے لگی اور بڑے بڑے عمال و حکام آپ کے مرید ہو گئے۔

عہدِ اکبری اور دینِ الٰہی

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت اکبر کے عہدِ حکومت میں ہوئی۔ اکبر کے گرد ملا مبارک کے فرزند ابوالفضل اور فیضی کچھ پنڈت اور دیگر مذاہب کے لوگ اکٹھے ہو گئے اور اس کے

کو حج اور زیارت مدینہ منورہ کا بہت شوق تھا چونکہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد ضعیف العمر تھے ان کی خدمت حج و زیارت میں مانع تھی۔

حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ سید رضی الدین محمد باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ امکنگی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوئے۔ سید محمد باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ نے کابل میں ایک خواب دیکھا کہ ایک طوطی ان کے ہاتھ پر بیٹھا ہے۔ حضرت نے اس کے منہ میں شکر ڈالی ہے۔ حضرت باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس خواب کی تعبیر اپنے مرشد کامل حضرت خواجہ امکنگی رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت فرمائی۔ آپ نے فرمایا کہ طوطی سے مراد ہندوستان کا ایک شخص ہے جو آپ کے فیض سے مشرف ہوگا اور جس کا فیض دنیا بھر میں پھیلے گا۔

حضرت باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ پشاور اور لاہور رستے ہوتے ہوئے دہلی تشریف لاکر اقامت گزین ہو گئے اور بہت تھوڑے عرصے میں حضرت خواجہ کی شہرت اطراف و اکناف میں پھیل گئی۔

حضرت خواجہ عبد الاحد رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوا تو حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے سفرِ حج کے لئے رختِ سفر باندھا۔ جب دہلی پہنچے تو شیخ کشمیری نے جو خواجہ باقی باللہ (رحمۃ اللہ علیہ) کے مخلص دوست تھے، خواجہ موصوف کے فضائل بیان کئے اور زیارت کی ترغیب دی۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ جب زیارت کے لئے حاضر ہوئے تو وہیں کے ہو کے رہ گئے۔ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ نے ملاقات کرتے ہی فرمایا یہی وہ شخص ہے جس کیلئے میں کابل سے

جہانگیر کے درباریوں نے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف جہانگیر کے کان بھرنے شروع کر دیئے اور کہا جانے لگے کہ یہ شخص تیری سلطنت کے خلاف سازش کر رہا ہے ۔ سجدہ تعظیم کو ناجائز کہتا ہے وہ دن دور نہیں جب تیری سلطنت پر قابض ہو جائے گا۔ یہ اپنے ہمنواؤں کی فوج تیار کر رہا ہے چنانچہ جہانگیر نے حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے دربار میں بلایا ۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ دربار جہانگیری میں تشریف لائے ۔ حضرت مجدد نے مسنون طریقہ پر السلام علیکم کہا ۔ جہانگیر نے آداب شاہانہ اور سجدہ تعظیم کا مطالبہ کیا ۔ اس پر حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی کے فاروقی خون نے جوش مارا ۔ حضرت نے فرمایا کہ یہ ایک گمراہی ہے کہ انسان کسی انسان کو سجدہ کرے ۔ میرا سر بارگاہ صمدیت کے سوا کسی غیر کے آگے نہیں جھک سکتا ۔ جہانگیر یہ صدائے حق سن کر بہت گھبرایا کہ یہ معاملہ کسی طرح نپٹ جائے ۔ میری بات بھی رہ جائے ۔ چنانچہ اس نے اپنے حواریوں سے مل کر یہ تجویز کیا کہ میں فلاں کمرے میں بیٹھتا ہوں اور حضرت کو اس کھڑکی سے گزار کر اندر لایا جائے حضرت تو محض گزرنے کے لئے جھکیں گے میری بات بھی اس بہانہ سے بن جائے گی ۔ جہانگیر کے عمال حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ کو مقررہ کھڑکی کے پاس لے کر گئے اور اندر گزرنے کو کہا ۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ معاملہ کو جان گئے حضرت نے گزرنے کے لئے پہلے اپنا ایک پاؤں گزارا پھر دوسرا ، اس طرح حضرت اندر تشریف لے گئے ۔ جہانگیر کو حضرت کے پاؤں دکھائی دیئے ۔ اس نے اس کو اپنی ہتک تصور کیا اور طیش میں آکر اس کی پاداش میں حضرت کو قید کرنے کا حکم دیا ۔

مشیر بن گئے۔ ان مشیروں نے اکبر کو بڑے غلط راستہ پر ڈال دیا اور ایک نئے مذہب کی ضرورت پر زور دیا۔ چنانچہ ان مشیروں کے ایما پر مختلف مذاہب کے چند اصولوں کے مجموعے کا نام دین الٰہی مقرر کیا گیا۔ دینِ الٰہی میں پیشانی پر قشقہ لگایا جاتا۔ جنبو پہنے جاتے۔ مسجد اور مندر کا رتبہ ایک قرار دیا گیا۔ بادشاہ کو خدا کا اوتار کہا جانے لگا اور اس کے لئے سجدہ تعظیم روا رکھا گیا۔

حضرت مجدّد الف ثانی اور دین الٰہی کی مخالفت

حضرت امام ربّانی مجدّد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ جس وقت مسندِ ارشاد پر متمکن ہوئے فتنہ دین الٰہی شب و روز ترقی پر تھا۔ حضرت امام ربّانی مجدّد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ ان گمراہ کن حالات میں کیسے خاموش رہ سکتے تھے۔ حضرت مجدّد نے رام اور رحیم ایک کے نظریے کی واشگاف انداز میں مخالفت کی اور فرمایا کہ ملّتِ ما جداگانہ است۔ حضرت نے دینِ الٰہی کا رد کیا اور فتویٰ صادر فرمایا کہ سجدہ تعظیم ناجائز ہے۔ مسلمانوں کے لئے بارگاہِ ایزدی کے سوا کسی کے سامنے سجدہ ریز ہونا ممنوع ہے۔

دربارِ جہانگیری میں تشریف آوری

اکبر کے بعد اس کا بیٹا جہانگیر سریر آرائے سلطنت ہوا۔ وہ بھی باپ کے نقش قدم پر تھا۔ حضرت امام ربّانی مجدّد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ تبلیغ حق میں شب و روز مشغول تھے۔ حضرت کا حلقہ ارادت روز بروز وسیع سے وسیع تر ہوتا تھا

شاہ جہاں اگرچہ ایک پارسا سُنی مسلمان تھا اور دربار میں کسی قسم کی مذہبی ڈھیل برداشت نہیں کرتا تھا تاہم اس نے غیر سنیوں کو بھی مطمئن رکھا۔ اورنگ زیب عالمگیر سنیت کا نشان نصرت تھا۔[1]

حضرت امام ربّانی رحمۃ اللہ علیہ کی رہائی

جہانگیر کی بیٹی کو خواب میں سرکار دو جہاں حضور پُرنور جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جہانگیر کی بیٹی کو فرمایا کہ ہم تمہارے باپ سے ناراض ہیں کہ اس نے ہمارے ایک مقرب نورِ نظر امام ربّانی مجدّد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کو قید کر رکھا ہے۔ جہانگیر نے جب یہ خواب سنا تو بہت متاثر ہوا۔ جہانگیر نے حضرت مجدد سے اپنی کوتاہیوں اور نافرمانیوں کی معافی چاہی اور حضرت کی رہائی کے احکام صادر کئے۔ حضرت امام ربّانی مجدّد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں اس وقت تک جیل سے باہر نہ آؤں گا جب تک میری یہ شرائط منظور نہ کی جائیں۔ تمام مسمار شدہ مساجد کی از سرِ نو تعمیر کی جائے۔ کفّار سے شریعت محمدیہ کے مطابق جزیہ لیا جائے۔ مسلمانوں سے ذبیحہ گاؤ کی پابندی ہٹالی جائے۔ دربار میں سجدۂ تعظیم بند کیا جائے۔ حضرت امام ربّانی مجدّد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ تمام شرائط مان لی گئیں اور حضرت جیل سے باہر تشریف لے آئے۔

---

[1] بحوالہ فاضل بریلوی اور ترک موالات از پروفیسر محمد مسعود احمد ایم۔ اے۔ پی۔ ایچ۔ ڈی۔ شائع کردہ مرکزی مجلس رضا لاہور۔

گوالیار کا قلعہ اور ایامِ اسارت

حضرت امام ربّانی مُجدّد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کو گوالیار کے قلعہ میں قید کردیا گیا جو کہ حکومت کے باغیوں کے لئے مشہور تھا۔ حضرت مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت یوسف علیہ السلام کی طرح جیل میں ہزارہا گمراہوں کے لیے رشد و ہدایت کا مینار ثابت ہوئے۔ حضرت کے فیوض و برکات سے ہزارہا فاسق فاجر، متبع سنّت ہوگئے اور ہزاروں غیر مسلم مسلمان بن گئے۔

نتائج

ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی وائس چانسلر کراچی یونی ورسٹی نے حضرت مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی مساعی جمیلہ کے اثرات کو نہایت جامعیت سے بیان کیا ہے۔ لکھتے ہیں :-

"جہانگیر کے دورِ حکومت میں شیخ احمد سرہندی المعروف بہ مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ آگے آئے۔ آپ کی مسلسل کوششوں سے تحریک احیائے دین کا آغاز ہوا۔ چنانچہ اس انقلاب و تبدیلی کے نتیجے میں سیاسی سطح پر جو کوششیں کی گئیں وہ اکبر، جہانگیر، شاہ جہاں اور اورنگ زیب عالمگیر کے درباروں کی بدلتی ہوئی فضاؤں میں مطالعہ کی جا سکتی ہیں۔ اکبر بادشاہ آزاد خیالی اور الحاد کا نقطۂ عروج تھا جہانگیر کی تخت نشینی سے اس آزاد خیالی کا زوال شروع ہوتا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حیاتِ انبیاء علیہم السّلام

اَلْاَنْبِیَاءُ یُصَلُّوْنَ فِی الْقُبُوْرِ شنیدہ باشند و حضرت پیغامبر ما علیہ و علی آلہٖ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ شبِ معراج چوں بر قبر حضرت کلیم علٰی نبینا و علیہ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ گزشتند دیدند کہ در قبر نماز می گذارد و ہماں لحظہ چوں بآسمان رسیدند حضرت کلیم را آنجا یافتند معاملہ ایں موطن عجائب و غرائب دارد - دریں ایام چوں بتقریب فرزندی اعظمی مرحومی نظر برآں موطن بسیار کردہ میشود و اسرار غریبہ بظہور مے آید کہ اگر شمہ ازاں در گفت آید باعثِ فتنہا گردد ہرچند سقف جنت عرش مجید است اما قبر نیز روضہ ایست از ریاض جنت - ہرچند عقل کوتاہ اندیش در تصور آں عاجز باشد چشم دیگر است کہ تماشائے ایں عجوبہا می نماید - مجرد ایمان اگرچہ بعد النبیا و النبی منجی است اما رفع کلمہ طیبہ مربوط بعمل صالح است و گریختن از موت گناہ کبیرہ است در رنگ فرار یوم زحف و کسیکہ در زمین وبا باصبر بماند و ہم بمیرد از شہدا است و از فتنہ قبر مامون است و آنکہ صبر نماید و نہ میرد از غازیان است ؎

اِنْ قَالَ لِیْ مُتْ مُتُّ سَمْعًا وَطَاعَۃً ٭ وَقُلْتُ لِدَاعِی الْمَوْتِ اَھْلًا وَّمَرْحَبًا

(از دفتر دوم حصہ ششم ص۳۳ مکتوب ۱۶)

ترجمہ: آپ نے سنا ہوگا کہ انبیاء قبر میں نماز پڑھتے ہیں اور ہمارے پیغمبر علیہ و علیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام معراج کی رات جب موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر پر گزرے تو دیکھا کہ قبر میں

وفات

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرھندی رحمۃ اللہ علیہ نے وفات سے چند ماہ قبل یہ فرمانا شروع کر دیا کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اس دنیا میں ۶۳ سال جلوہ افروز رہے تو پھر ان کا غلام اس عمر سے زیادہ کس طرح رہ سکتا ہے۔ حضرت عبادات اور ریاضات کی وجہ سے بیمار ہو گئے ضیق النفس کا شدید حملہ ہوا لیکن اس بیماری میں بھی حضرت کے معمولات اور عبادات میں فرق نہ آیا۔ وفات سے ایک روز قبل اپنے اہل خانہ اور خدام سے فرمایا کہ آج کی رات میری آخری رات ہے چنانچہ ۲۸ صفر ۱۰۳۴ھ (۱۶۲۴ء) کو فجر کے بعد ۶۳ برس کی عمر میں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی واصل بحق ہو گئے۔

صورت از بے صورتی آمد بروں

باز شد انا الیہ راجعون

وہ نیاز جو درویشوں کے لئے بھیجی تھی وہ بھی وصول ہوئی جس کے لئے حمد و ثنا کافی ہے ۔

اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کا طریق

درویشانے کہ قدم راسخ در شریعت دارند و از عالم حقیقت نیک شناسا اند از ایشاں همتے باید طلب نمود و مددے باید جست تا عنایت حق سبحانہ از دریچۂ ایشاں ظاہر شدہ تمام بجانب جناب قدس خود تعالیٰ اجذب نماید و مخالفت را وردے گنجائش نماند تا سر موئے راہ مخالفت شریعت کشادہ است محل خطر ست تمام سبل مخالفت را باید مسدود ساخت ؎

محال است سعدی کہ راہ صفا   تواں رفت جز در پئے مصطفےٰ

صلوات اللہ و سلامہٗ علیہ و علی آلہٖ   (دفتر اول حصہ دوم مکتوب نمبر ۸، صفحہ ۶۹)

ترجمہ : وہ درویش جو شریعت مقدس میں قدم راسخ رکھتے ہیں اور عالم حقیقت سے بخوبی واقف ہیں ان سے اعانت طلب کرنی چاہیئے اور تاکہ حق تعالیٰ کی عنایت ان کے طفیل اپنی طرف کھینچ لے اور کسی مخالفت کی گنجائش نہ رہے ۔ اگر شریعت کی مخالفت کا راستہ بال بھر بھی کھلا رہے تو خطرہ کا مقام ہے ۔ مخالفت کے تمام راستوں کو بند کرنا چاہیئے ؎

اطاعت ہو نہ جب تک مصطفےٰ کی   کبھی حاصل نہ ہو دولت صفا کی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے نور سے پیدا ہوئے

باید دانست کہ خلق محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) در رنگ خلق سائر افراد انسانی نیست بلکہ بخلق ہیچ فردے از افراد عالم مناسبت با و ندارد کہ او صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باوجود نشأ عنصری از نور حق جل و علا مخلوق گشتہ است کَمَا قَالَ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہِ الصَّلٰوۃ

نماز پڑھ رہے ہیں اور جب اسی وقت آسمان پر پہنچے تو حضرت کلیم اللہ علیہ السلام کو وہاں پایا۔ اس مقام کے معاملات نہایت عجیب و غریب ہیں۔ آج کل چونکہ فرزند اعظم مرحوم کی تقریب پر اس مقام کی طرف بہت نظر کی جاتی ہے۔ اس لئے نہایت عجیب و غریب اسرار ظاہر ہونے ہیں۔ اگر ان کا تھوڑا سا حال بھی بیان کیا جائے تو بڑے بڑے فتنے پیدا ہونے کا احتمال ہے۔ اگرچہ جنّت کا چھت عرش مجید ہے لیکن قبر بھی جنت کے باغوں میں سے ایک باغیچہ ہے ——— عقل کوتاہ اندیش ان باتوں کے تصور سے عاجز ہے وہ اور ہی آنکھ ہے جو اس قسم کی عجوبہ باتوں کو دیکھتی ہے۔ مجرد ایمان اگرچہ چناں وچنیں سے نجات دینے والا ہے مگر کلمہ طیبہ کا بلند ہونا بھی عمل صالح پر موقوف ہے اور وبائی موت سے بھاگنا یوم زحف یعنی کفار کے مقابلہ سے بھاگنے کی طرح گناہ کبیرہ ہے جو کوئی وبا والی زمین (علاقہ) میں صبر کے ساتھ قیام کرے اور پھر مرجائے شہدا میں سے ہے۔ ؎

گر وہ کہے کہ مرجام مرجاؤں میں خوشی سے ۔۔۔ پیک اجل کو کہدوں آجائیں تیرے صدقے

فقراء کی خدمت

مکتوب شریف کہ از روئے التفات ارسال داشتہ بود ند رسید محبّتِ فقراء و توجہ بایں طائفہ از اجلّ نِعَم خداوندیست جلّ سلطانہٗ از حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ استقامت براں مسئول و مرجوّ است نیاز یکہ بدرویشاں فرستادہ بودند نیز وصول یافت فاتحۂ سلامت خواندہ شد۔ (دفتر اوّل حصہ سوم مکتوب ۲۱۴ صـ۲۰)

ترجمہ: مکتوب جو توجہ کی بنا پر ارسال کیا تھا پہنچا۔ فقراء کی محبت اور اس گروہ سے توجہ رکھنا خدائے تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے۔ حق سبحانہٗ تعالیٰ اس پر استقامت عطا فرمائے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بشر کہنے والے مجدّد کی نظر میں

محجوبان کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم را بشر گفتند و در رنگ سائر بشر تصور نمودند ناچار منکر آمدند و صاحب دولتاں کہ اورا علیہ الصلوٰہ والسلام بعنوان رسالت و رحمت عالمیاں دانستند و از سائر ناس ممتاز دیدند بدولت ایمان مشرف گشتند و از اہل نجات آمدند۔ (دفتر سوم حصہ ہشتم ص۱۴۵ مکتوب ۶۴)

جن عقل کے اندھوں نے حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بشر کہا اور دوسرے انسانوں کی طرح تصور کیا بالآخر منکر ہو گئے اور جن سعادت مندوں نے ان کو رسالت اور رحمتِ عالمیاں کے طور پر دیکھا اور تمام لوگوں سے ممتاز اور سرفراز سمجھا وہ ایمان کی سعادت سے مشرف ہو گئے اور نجات پانے والوں میں شامل ہوئے۔

حضرتِ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ایمان

ازیں تحقیق کہ ایں فقیر باظہار آں موفق شدہ است اعتراضات مخالفاں کہ بر عدم زیادتی ونقصان ایمان نمودہ اند زائل گشت وایمان عامۂ مومنان در جمیع وجوہ مثل ایمان انبیاء علیہم الصلوٰت والتسلیمات نشد زیرا کہ ایمان انبیاء علیہم الصلوٰت والتسلیمات کہ تمام منجلی و نورانی است ثمرات و نتائج باضعاف زیادہ دارد اند ایمان عامۂ مومنان کہ ظلمت و کدورت دارد وَعَلٰی تَفَاوُتِ دَرَجَاتِہِمْ وہمچنیں ایمان ابی بکر رضی اللہ عنہ کہ درون زیادہ از ایمان ایں امت است باعتبار انجلاء نورانیت بایدالنسبت و زیادتی را راجع بصفاتِ کاملہ باید ساخت نمے بینی کہ انبیاء علیہم الصلوٰت والتسلیمات

وَالسَّلام خلقت مِن نورالله و دیگراں را ایں دولت میسر نشده است،
(دفتر سوم حصہ نہم صـ۵ مکتوب ۱۰۰)

ترجمہ: جاننا چاہیئے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش دیگر افراد کی طرح نہیں کیونکہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باوجود عنصری پیدائش کے حق تعالیٰ کے نور سے پیدا ہوئے جیسے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ خلقت من نور الله (میری تخلیق اللہ کے نور سے ہوئی) کسی دوسرے شخص کو یہ سعادت میسر نہیں ہوئی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم معراجِ بدنی سے مشرّف ہوئے

حضرت موسےٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام بعد از طلب رویتہ زخم لن ترانی خوردہ و بیہوش افتاد و ازاں طلب تائب گشت و محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ محبوب رب العالمین است و بہترین موجودات اولین وآخرین باوجود آنکہ بدولت معراجِ بدنی مشرف شد از عرش وکرسی درگذشت واز مکان وزمان بالا رفت۔ (دفترِ اول حصہ پنجم صـ۱۱ مکتوب ۲۷۲)

ترجمہ: حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام طلب دیدار کے بعد لَنْ تَرَانِی کا زخم کھا کر (جواب پا کر) بے ہوش ہو گئے اور اس طلب سے تائب ہوئے اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو رب العالمین کے محبوب اور تمام موجودات اولین وآخرین میں بہترین ہیں باوجود اس کے کہ جسمانی معراج کی نعمت سے مشرف ہوئے بلکہ عرش کرسی سے گزر کر حدود زمان و مکان سے بھی آگے تشریف لے گئے۔

فضیلت شیخین رضی اللہ عنہما

حضرت امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمودہ است کہ ابوبکرؓ و عمرؓ ہر دو افضل این امت اند کسیکہ مرا برایشان فضل دہد مفتری است و او را تازیانہ زنم چنانچہ مفتری را زنند و منازعات و محاربات کہ درمیان اصحاب خیر البشر علیہ و علیہم الصلوٰت والتسلیمات واقع شدہ است بر محامل نیک محمول باید داشت ۔ (دفتر سوم حصہ ہشتم صفحہ ۳۵ مکتوب ۱۷)

ترجمہ: حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ و حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس امت میں سب سے افضل ہیں جو کوئی مجھے ان پر فضیلت دے وہ مفتری ہے میں اس کو اتنے کوڑے لگاؤں گا جتنے مفتری کو لگاتے ہیں اور حضرت خیر البشر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اصحاب کے درمیان لڑائی جھگڑوں کو نیک وجہ پر محمول کرنا چاہیئے ۔

خلفائے اربعہ کی فضیلت

اُن کی خلافت کی ترتیب کے مطابق ہے

افضلیت حضرات خلفائے اربعہ بترتیب خلافت ایشان ست چہ اجماع اہل حق ست کہ افضل بشر بعد پیغامبران صلوات اللہ تعالیٰ وتسلیماتہٗ علیہم اجمعین حضرت صدیق است رضی اللہ تعالیٰ عنہ، بعد ازاں حضرت فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(دفتر سوم مکتوب ۱۷)

ترجمہ: حضرت خلفائے اربعہ کی افضیلت ان کی خلافت کی ترتیب کے موافق ہے کیونکہ

باعامہ در نفس انسانیت برابراند و درحقیقت و ذاتِ ہمہ متحد تفاضل باعتبار صفات کاملہ آمدہ است و آنکہ صفات کاملہ ندارد گوئیا ازاں نوع خارجست و از خواص و فضائل آں نوع محروم باوجود ایں تفاوت در نفسِ انسانیت زیادتی و نقصان راہ نمی یابد و نمیتوان گفت کہ انسانیت قابل زیادتی و نقصان است وَاللّٰہُ سُبْحَانَہ الملہم لِلصَّوَابِ

(دفتر اول حصہ چہارم صہ ۱۲۸ مکتوب ۲۶۶)

ترجمہ: اس تحقیق سے کہ جس کے اظہار کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس فقیر کو توفیق بخشی۔ مخالفوں کے وہ سب اعتراض جو انہوں نے ایمان کے کم و بیش نہ ہونے پر کئے ہیں زائل ہو گئے اور عام مومنوں کا ایمان تمام وجوہ میں انبیائے علیہم الصلوات والتسلیمات کے ایمان کی طرح نہ ہوا کیونکہ انبیائے علیہم کا ایمان جو کامل طور پر منجلی اور نورانی ہے۔ عام مومنوں کے ایمان سے جو مومنوں کے درجوں کے اختلاف کے موجب بہت سی ظلمتیں اور کدورتیں رکھتا ہے۔ کئی گنا زیادہ ثمرات و نتائج رکھتا ہے اور اسی طرح حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ایمان جو وزن میں اس امت کے ایمان سے زیادہ ہے انجلا اور نورانیت کے اعتبار سے سمجھنا چاہیئے اور زیادتی کو صفاتِ کاملہ کی طرف راجع کرنا چاہیئے۔ کیا نہیں دیکھتے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نفسِ انسانیت میں عام لوگوں کے ساتھ برابر ہیں اور حقیقت اور ذات میں سب متحد ہیں۔ تفاضل یعنی ایک کا دوسرے سے افضل ہونا صفاتِ کاملہ کے اعتبار سے ہے اور جس میں یہ صفاتِ کاملہ نہیں ہیں گویا وہ اس نوع سے خارج ہے اور اس نوع کے فضائل اور خواص سے محروم ہے لیکن باوجود اس تفاوت کے نفسِ انسانیت میں زیادتی اور نقصان کا کوئی دخل نہیں اور نہیں کہہ سکتے کہ انسانیت زیادتی و نقصان کے قابل ہے۔

وَاللّٰہُ سُبْحَانَہٗ الملہم للصَّوَابِ۔

۹ ایک امام شافعی علیہ رحمۃ ہیں۔ شیخ ابو الحسن اشعری جو اہل سنت کا رئیس ہے فرماتا ہے کہ شیخین کی افضلیت باقی امت پر قطعی ہے سوائے جاہل یا متعصب کے اس کا کوئی انکار نہیں کرتا۔ حضرت امیر کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ جو کوئی مجھ کو حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما پر فضیلت دے وہ مفتری ہے میں اس کو اسی طرح کوڑے لگاؤں گا جس طرح مفتری کو لگاتے ہیں۔

بزرگوں کی دعا سے قضا بدل جاتی ہے

حضرت قبلہ گاہی ام قدس سرہٗ می فرمودند کہ حضرت سید محی الدین جیلانی قدس سرہٗ در بعضے از رسائل خود نوشتہ اند کہ در قضائے مبرم ہیچکس را مجال نیست کہ تبدیل بدہد مگر مرا کہ اگر خواہم آنجا ہم تصرف بکنم۔ وازیں سخن تعجب بسیار میکردند و استبعاد می فرمودند و ایں نقل مدت ہا در خزینہ ذہن ایں فقیر بود تا آنکہ حق سبحانہٗ وتعالیٰ بایں دولت عظمیٰ مشرف ساخت حقیقت حال منکشف گشت۔ (دفتر اول حصہ سوم ص۱۲۴ مکتوب ۲۱۷)

ترجمہ: حضرت قبلہ گاہی قدس سرہٗ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت سید محی الدین جیلانی قدس سرہٗ نے اپنے بعض رسالوں میں لکھا ہے کہ قضائے مبرم میں کسی کو تبدیلی کی مجال نہیں ہے مگر مجھے اگر چاہوں تو میں اس میں تصرف کرتا۔ میں اس بات پر بہت تعجب کیا کرتا تھا کہ آپ کا فرمان بعید از فہم تھا اور بہت مدت تک یہ خیال فقیر کے ذہن میں رہا۔ یہاں تک کہ حضرت حق تعالیٰ نے اس دولت سے مشرف فرمایا اور حقیقت حال منکشف ہوئی۔

تمام اہل حق کا اجماع ہے کہ پیغمبروں کے بعد تمام انسانوں میں سے افضل حضرت صدیق رضی اللہ عنہ ہیں اور ان کے بعد حضرت فاروق رضی اللہ عنہ۔

افضلیت شیخین رضی اللہ عنہما پر تفصیلی تبصرہ

امام برحق وخلیفہ مطلق بعد حضرت خاتم الرسل علیہ وعلیہم الصلوات والتسلیمات حضرت ابوبکر صدیق ست رضی اللہ تعالیٰ عنہ بعد ازاں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بعد ازاں حضرت عثمان ذوالنورین ست رضی اللہ تعالیٰ عنہ بعد ازاں حضرت علی بن ابی طالب ست رضی اللہ تعالیٰ عنہ وافضلیت ایشاں بترتیب خلافت ست افضلیت حضرات شیخین باجماع صحابہ وتابعین ثابت شدہ است چنانچہ نقل کردہ اند آنرا اکابر آئمہ کہ یکے از ایشاں امام شافعی است، شیخ ابوالحسن اشعری کہ رئیس اہل سنت است فرماید کہ افضلیت شیخین بر باقی امت قطعی است انکار نکند افضلیت شیخین را بر باقی صحابہ مگر جاہل یا متعصب حضرت امیر کرم اللہ وجہہ میفرماید کسیکہ مرا بر ابی بکر وعمر فضل بدہد مفتری است او را تازیانہ زنم چنانچہ مفتری را زنند۔

(دفتر دوم حصہ ہفتم ص ۱۰۷ مکتوب ۶۷)

ترجمہ: حضرت خاتم الرسل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد امام برحق اور خلیفہ مطلق حضرت ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے بعد حضرت فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے بعد حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ، بعد ازاں حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کی افضلیت ان کی خلافت کی ترتیب پر ہے۔ حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی افضلیت صحابہ وتابعین کے اجماع سے ثابت ہو چکی ہے۔ چنانچہ اس کو ائمہ بزرگواراں کی ایک بڑی جماعت نے نقل کیا ہے جن میں سے

در صلوٰۃ آنرا مسجود خود میداند و مے بیند و اگر فرضاً نفی میکند منتفی نمیگردد محبت اطوارا این دولت متمنائے طلاب ست بحتمل کہ باندک صحبت شیخ مقتدا جمیع کمالات او را جذب نماید رابطہ را چرا نفی کنند کہ اُو مسجود الیہ ست نہ مسجود لہٗ چرا محاریب و مساجد را نفی نکنند ظہور این قسم دولت سعادت مندان را میسر ست تا در جمیع احوال صاحب رابطہ را متوسط خود دانند و در جمیع اوقات متوجہ او باشند نہ در رنگ جماعۃ بیدولت کہ خود را مستغنی دانند و قبلہ توجہ را از شیخ خود منحرف سازند (دفتر دوم حصہ ششم صفحہ ۶۷ مکتوب ۳۰

ترجمہ: خواجہ محمد اشرف نے لکھا تھا کہ رابطہ کی نسبت یہاں تک غالب ہوگئی ہے کہ نمازوں میں اس کو اپنا مسجود جانتا اور دیکھتا ہوں اگر بالفرض اس کو دور بھی کرنا چاہتا ہوں تو نہیں ہوسکتا۔

اے محب محترم طالبانِ حق اسی دولت کی تمنا کرتے ہیں اور ہزاروں میں سے ایک کو ملتی ہے۔ ایسے حال والا شخص کامل مناسبت کی استعداد رکھتا ہے اور شیخ مقتدا کی قلیل صحبت سے تمام کمالات کو جذب کر لیتا ہے۔ رابطہ کی نفی کرتے ہو رابطہ مسجود الیہ ہے نہ مسجود لہٗ۔ محرابوں اور مسجدوں کی نفی کیوں نہیں کرتے۔ اس قسم کی دولت سعادت مندوں کو میسر ہوتی ہے تاکہ تمام احوال میں صاحب رابطہ کو اپنا وسیلہ سمجھیں اور تمام اوقات اسی طرف متوجہ رہیں، نہ ان بدبخت لوگوں کی طرح جو اپنے آپ کو مستغنی جانتے ہیں اور توجہ کے مرکز کو اپنے شیخ کی طرف سے پھیر لیتے ہیں۔

عرس مبارک

در ایام عرس حضرت خواجہ جیو قدس سرہٗ بحضرت دہلی رسیدہ بخاطر داشت کہ در ملازمت علیہ نیز برسند دریں اثنا خبر کوچ منتشر گشت بضرورت توقف نمودہ چند کلمہ

تصوّرِ شیخ

اگر در وقتِ ذکر گفتن صورت پیر بے تکلف ظاہر شود۔ آنرا نیز بقلب باید برد و درقلب نگاہ داشتہ ذکر باید گفت میدانی کہ پیر کیست، پیر آنکس ست کہ از وے طریق وصول بجناب قدس خداوندی جل شانہٗ استفادہ نمائی و مدد ہا و اعانت ہا دریں طریق یابی مجرد کلاہ و دامنے و شجرہ کہ عرف شدہ است در حقیقت از پیری و مریدی خارج است و داخل رسوم و عادات مگر آنکہ جامہ تبرک از شیخ کامل و مکمل بدست آری و باعتقاد و اخلاص با و زندگانی نمائی احتمال ثمرات و نتائج دریں صورت نیز قوی است۔

(دفتر اول حصہ سوم صـ۲۷ مکتوب ۱۸)

ترجمہ: اگر ذکر کے وقت شیخ کا تصور بے تکلف ظاہر ہو تو اس کو بھی قلب کی طرف لے جانا چاہیئے اور قلب پر نگاہ رکھ کر ذکر کرنا چاہیئے تو جانتا ہے پیر کون ہے؟ پیر وہ ہے جس سے تو خدا تعالیٰ کی پاک جناب کی طرف پہنچنے کا راستہ سیکھے اور اس راستہ میں تو اس سے اعانت حاصل کرے۔ صرف کلاہ و دامن اور شجرہ پر نظر رکھنا جو آج کل معروف ہے پیری و مریدی کی حقیقت سے خارج ہے البتہ یہ رسم و عادت میں داخل ہے۔ ہاں اگر شیخ کامل سے کوئی کپڑا بطور تبرک مل جائے تو اعتقاد و اخلاص کے ساتھ اسے پہن کر زندگی بسر کرنی چاہیئے، ایسی صورت میں بے شمار فوائد و ثمرات کے حاصل ہونے کی قوی توقع ہے۔

نماز کی حالت میں شیخ کا تصوّر بے ساختہ آنا

خواجہ محمد اشرف ورزشِ نسبت رابطہ را نوشتہ بودند کہ بحدے استیلا یافتہ است کہ

ہے اور خلقت کی خوشحالی آپ کی خوشحالی ہے - یہی وجہ ہے کہ لوگوں کے نزدیک آپ کی دعائے خیر بارش کی طرح برس رہی ہے -

ایصالِ ثواب کا صحیح تصور

ایضاً پرسیدہ بودند کہ ختم کلام اللہ کردن و نماز نفل گزاردن و تسبیح و تہلیل کردن و ثواب آنرا بوالدین یا باستاد یا باخوان دادن بہتر است یا یکسے نہ دادن بہتر بدانند کہ دادن بہتر است کہ ہم نفع بغیر ست و ہم نفع بخود و درنا دادن نفع مخصوص بخود ست و نیز شاید بطفیل دیگران آن عمل را قبول فرمائیند والسلام - (دفتر دوم حصہ ہفتم ۶۶ مکتوب ۷۷)

ترجمہ :- نیز آپ نے پوچھا تھا کہ کلام اللہ ختم کرنا اور نماز نفل کا پڑھنا اور تسبیح و تہلیل کرنا اور اس کا ثواب ماں باپ یا استاد یا بھائیوں کو بخشنا بہتر ہے یا نہیں - واضح ہو کہ بارگاہ الٰہی میں بخشنا ہی بہتر ہے کیونکہ اس میں اپنا بھی نفع ہے اور ان کا بھی اور عجب نہیں کہ یہ عمل صالح دوسروں کی طفیل ہی قبول ہو جائے -

ایصالِ ثواب کا مجدّدی طریق

پیش ازیں بچند سال داب فقیر آن بودہ کہ اگر طعام مے پخت مخصوص بروحانیات مطہّرہ اہل عبا می ساخت و بآن سرور حضرت امیرؓ و حضرت فاطمہؓ و حضرت امامین راضم میکرد علیہم الصلوٰت والتسلیمات شبے درخواب می بیند کہ آن سرور حاضر است علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام فقیر بر ایشاں عرض سلام میکند متوجہ فقیر نمی شوند و رُو بجانب دیگر دارند درین اثنا بفقیر فرمودند

نامربوط تصدیع دہ گشت اگر درحضور است و اگر در غیبت بہمگی ہمت خواہاں سلامتی ایشان است از انچہ نباید و نشاید و در بعضے اوقات غلبہ خیراندیشی برآں می آرد کہ للکئے ایشاں را اختیار کردہ از انچہ لائق عتبۂ علیۂ ایشاں نباشد بتاکید و مبالغہ مانع آید و درمجلس شریف نا اہلان را نگذارد اما میداند کہ جمیع آرزو ہا میسر نیست بضرورت بدعائے ظہر الغیب رطب اللسان است شاید کہ درمعرض قبول افتد حضرت احرار قدس سرہ در بزرگی و کلانی خود می فرمودند کہ ہرچند کفر است کہ کسے چناں کلان شود کہ اگر برہم شود ہمہ عالم برہم شود اما چہ تواں کرد کہ مارا بے ماکلاں ساختہ اند امروز آن قسم بزرگے و کلانے نزدیک است کہ در مادہ جناب شما صادق آید چہ رفاہیت شما رفاہیت خلائق است و بالعکس از ینجا ست کہ نزد مردم دعا خیر شما در رنگ نزول مطر است۔ (دفتر اول حصہ چہارم ص۲۴ و ۲۳ مکتوب ۲۳)

ترجمہ: حضرت خواجہ قدس سرہٗ کے عرس شریف کے دنوں میں دہلی حاضر ہوکر ارادہ تھا کہ آپ کی خدمت میں بھی پہنچے۔ اسی اثنا میں روانگی کی خبر پھیل گئی اس لئے توقف کر کے چند نامربوط کلموں سے آپ کو تکلیف دی ہے۔ فقیر خواہ حضور میں ہو خواہ غیر حاضر ہو ہردم آپ کے لئے دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ہر نامناسب اور نالائق امر سے سلامت رکھے بعض اوقات آپ کی خیرخواہی کا فیصلہ اس بات پر لاتا ہے کہ ان کی دلیری کو اختیار کر کے ان چیزوں سے جو آپ کی بلند درگاہ کے لائق نہیں تاکید و مبالغہ کے ساتھ آپ کو ان سے منع کرے اور مجلس شریف میں نااہلوں کو نہ رہنے دے لیکن جانتا ہے کہ امیدیں حاصل نہیں ہوتیں ناچار آپ کے حق میں غائبانہ دعا سے تر زبان ہے شاید قبول ہو جائے۔

حضرت خواجہ احرار قدس سرہٗ اپنی بزرگی اور کلانی کی نسبت فرمایا کرتے تھے کہ ہر چند یہ کفر ہے کہ کوئی ایسا بڑا ہو جائے کہ اگر برہم ہو جائے تو تمام جہان برہم ہو جانے لیکن کیا کیا جائے کہ ہم کو ہماری مرضی کے بغیر بڑا بنایا ہے۔ آج اس قسم کی بزرگی اور کلانی نزدیک ہے کہ آپ کی جناب کے بارے میں صادق آئے کیوں کہ آپ کی خوشحالی سے خلقت کی خوشحالی

سیدنا غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ

امام ربانی کی نگاہ میں

اما آن قدر خوارق کہ از حضرت سید محی الدین جیلانی قدس سرہٗ ظاہر گشتہ است از ہیچ کدام آنہا ظہور نیافتہ آخر الأمر حضرت حق سبحانہٗ سر این معمارا ظاہر ساخت و معلوم فرمود کہ عروج ایشاں از اکثر بلند تر واقع شدہ است و در جانب نزول تا مقام روح فرود آمدہ اند کہ از عالم اسباب بلند تر است (دفتر اول حصہ سوم صـ۱۲۰ مکتوب ۲۱۶)

ترجمہ :۔ مگر جس قدر خوارق حضرت سید محی الدین جیلانی قدس سرہٗ سے ظاہر ہوئے ہیں۔ ویسے خوارق ان میں سے کسی سے ظاہر نہیں ہوئے۔ آخر کار حق تعالیٰ نے اس معمہ کا بھید ظاہر کر دیا اور جتلا دیا کہ ان کا عروج اکثر اولیاء اللہ سے بلند تر واقع ہوا ہے۔ اور نزول کی جانب میں مقام روح تک نیچے اترے ہیں جو نسبت اس مقام کی عالم اسباب سے بلند تر ہے۔

سیرت شہ لولاک کا بیان

باعث سعادت اور وسیلہ نجات ہے

محبت فقرا و ارتباط با او شاں نتیجہ آنست نمیداند کہ ایں مقصر بلسرو برگ در جواب آں چہ نویسد مگر آنکہ فقرۂ چند بعبارت عربی ماثورہ

کہ من طعام در خانہ عائشہ می خورم ہر کہ مرا طعام فرستند در خانہ عائشہ فرستند
ایں زمان فقیر دریافت کہ سبب عدم توجہ شریف ایشان آن بودہ کہ فقیر حضرت
صدیقہ را دران طعام شریک نمی ساخت بعد ازان حضرت صدیقہ را بلکہ سائر
ازواج مطہرات را کہ ہمہ اہل بیت اند شریک مے ساخت وبجمیع اہل بیت توسل
مے نمود۔
(دفتر دوم حصہ ششم صہ ۸۵ مکتوب ۳۶)

ترجمہ: چند سال پیشتر فقیر کا یہ طریق تھا کہ لِلّٰہ طعام پکاتا اور اس کا ثواب اہل عبا کی ارواح پاک کو نذر کر دیا کرتا جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ و حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا اور حضرت امامین رضی اللہ عنہما کو شامل کر لیتا۔ ایک رات فقیر نے عالم خواب میں دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہیں۔ فقیر نے سلام نیاز عرض کیا تو حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) فقیر کی طرف متوجہ نہ ہوئے بلکہ چہرہ مبارک پھیر لیا۔ پھر ارشاد فرمایا کہ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں کھانا کھاتا ہوں جس کسی نے مجھے طعام بھیجنا ہو وہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر بھیجا کرے۔ اس طرح معلوم ہوا کہ آنحضورؐ کی توجہ نہ فرمانے کا باعث یہ تھا کہ میں اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو شریک طعام نہ کرتا تھا۔ بعد ازاں حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کو بلکہ تمام امہات المومنین کو جو اہل بیت ہیں شریک کر لیتا اور تمام اہل بیت کو اپنے لئے وسیلہ بناتا۔

والطین شعر نماند بعصیاں کسے در گرو که دارد چنیں سید پیش رو

پس ناچار مصدقان این چنین پیغمبر سید البشر علیه الصلوٰة والسلام خیر الامم باشند خیر امت اخرجت نقد وقت ایشان است و مکذبان او علیه الصلوٰة والسلام بدترین بنی آدم الاعراب اشد کفرا ونفاقا بشان حال ایشان تا کدام صاحب دولت را باتباع سنت سنیه او بنوازند و متابعت شریعت رضیه او سرفراز سازند امروز امر قلیل را که مقرون بتصدیق خفیفت دین او است علیه الصلوٰة والسلام بعمل کثیر برمیدارند اصحاب کهف این همه درجات که یافتند بواسطه یک حسنه است و آن هجرت بود از دشمنان حق سبحانهٗ وتعالیٰ بنور یقین ایمانی در وقت استیلاء معاندان مثلاً سپاهیان در وقت غلبه دشمنان و استیلاء مخالفان اگر اندک تردد میکنند آن قدر نمایان میشود و اعتبار می گردد که در وقت امن اضعاف آن در حیز اعتبار نمی آید و ایضاً چون آن سرور محبوب رب العالمین است متابعان او بواسطه متابعت بمرتبه محبوبیت می رسند چه محب در هر که از شمائل و اخلاق محبوب خود می بیند آن کس را محبوب خود می دارد مخالفان را از اینجا قیاس باید کرد۔ شعر

محمد عربی کابروی هر دو سرا است
کسیکه خاک درش نیست خاک بر سر اوست

اگر هجرت ظاهری میسر نشود هجرت باطنی را بکمال مرعی میباید داشت با ایشان بے ایشان میباید بود لعل الله یحدث بعد ذالك امراً موسم نوروز رسیده است که دران ایام اهالی آن معامله را در تفرقه میدارد بعد از مضی آن هنگامه اگر اراده خداوندی جل سلطانهٗ مساعدت نمود امیدوار است که شرف ملاقات گرامی میسر شود زیاده اطناب موجب املال ست ۔

ثبتکم الله سبحانه علیٰ جادة آبائکم الکرام السلام علیکم وعلیهم الیٰ یوم القیامة
(دفتر اول مکتوب ۴۴)

ترجمہ : آپ فقر کے ساتھ ملتے جلتے اور ان سے محبت رکھتے ہیں بہ بے سروسامان فقیر نہیں

در فضائل جد بزرگوار ایشاں که خیر العرب است بنویسد علیه وعلیٰ آله من الصلوات أنمها و من التحیات اکملها و آں سعادت نامه را وسیله نجات اخروی خود سازد و نه آنکه مداحی او علیه الصلوٰة والتحیة نماید بلکه مقوله خود بآن ستاید شعر

ما ان مدحت محمداً بمقالتی　　لکن مدحت مقالتی بمحمدٍ

فاقول و بالله سبحانهٗ العصمة والتوفیق ان محمد رسول الله سید ولد آدم و اکثر الناس تبعاً یوم القیمة و اکرم الاولین والآخرین عند الله واوّل من ینشق عنه القبر و اول شافع واوّل مشفع واوّل من یقرع باب الجنة فیفتح لهٗ وحامل لواء الحمد یوم القیامة تحته آدم ومن دونه وهو الذی قال علیه الصلوٰة والسلام نحن الآخرون و نحن السابقون یوم القیامة و انی قائل قولا غیر فخر وانا حبیب الله وانا قائد المرسلین ولا فخر و انا خاتم النبیین ولا فخر و انا محمد بن عبد الله بن عبد المطلب ان الله خلق الخلق فجعلنی فی خیرهم ثم جعلهم فریقین فجعلنی فی خیرهم فرقة ثم جعلهم قبائل فجعلنی فی خیرهم قبیلة ثم جعلهم بیوتاً فجعلنی فی خیرهم بیتا۔ فانا خیرهم نفسا وخیرهم بیتاً وانا اول الناس خروجا اذا بعثو وانا قائدهم اذا وفدوا و انا خطیبهم اذا انصتو وانا شفیعهم اذا یئسوا وانا مبشرهم اذا یئسوا والکرامة ومفاتیح الجنة یومئذ بیدی ولواء الحمد یومئذ بیدی وانا اکرم ولد ادم علی ربی یطوف علی الف خادم کانهم بیض مکنون واذا کان یوم القیامة کنت امام النبیین وخطیبهم وصاحب شفاعتهم غیر فخر لولاک ما خلق الله سبحانهٗ الخلق ولما اظهر الربوبیة وکان نبیا وآدم بین الماء

اور کرامت اور جنت کی چابیاں لواء حمد اُس دن میرے ہاتھ میں ہوگا اور میں اللہ تعالےٰ
کے نزدیک تمام اولاد آدمؑ سے بزرگ ہوں ۔ ہزار خادم میرے گرد طواف کریں گے جو خوشنما
آبدار موتیوں کی طرح ہوں گے اور جب قیامت کا دن ہوگا میں نبیوں کا امام اور ان کا
خطیب اور ان کی شفاعت کرنے والا ہوں گا اور مجھے اس بات کا فخر نہیں ہے اگر حضور
علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات پاک نہ ہوتی تو اللہ تعالیٰ خلقت کو پیدا نہ کرتا اور اپنی ربوبیت کو ظاہر
نہ کرتا اور آپ نبی تھے جب کہ آدم علیہ السلام پانی اور کیچڑ میں تھے جس کے راہنما اور پیشوا ایسے
نبی ہوں وہ گناہ کے عوض نہ پکڑا جائے گا پس ناچار ایسے پیغمبر سید البشر صلی اللہ علیہ وسلم کی
تصدیق کرنے والے تمام امتوں سے بہتر ہیں کنتم خیر امۃ اخرجت ان کے
حال کے مصداق ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جھٹلانے والے سب بنی آدم سے بدتر
ہیں۔ اَلْاَعْرَابُ اَشَدُّ کُفْرًا وَّ نِفَاقًا ہ ان کے احوال کا نشان ہے ۔

دیکھئے کس صاحب نصیب کو حضور کی سنت سنیہ کی تابعداری سے نوازش
کرتے ہیں اور حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پسندیدہ شریعت کی متابعت سے سرفراز فرماتے
ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دین کی حقیقت کو تصدیق کرنے کے بعد تھوڑا سا
عمل بجالانا عمل کثیر کے برابر ہے ۔

اصحاب کہف نے اتنا بڑا درجہ صرف ایک ہی نیکی کے باعث حاصل کیا اور وہ نور
ایمانی کے ساتھ دشمنوں کے غلبہ کے وقت خدائے تعالےٰ کے دشمنوں سے ہجرت کر جانا
تھا مثلاً سپاہی دشمنوں اور مخالفوں کے غلبہ کے وقت اگر تھوڑا سا بھی تردد کرے تو
اس قدر نمایاں ہوتا ہے کہ اس کا اعتبار ہوتا ہے کہ امن کی حالت میں اور اس سے کئی
گنا اعتبار میں نہیں آسکتا اور نیز جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدائے تعالیٰ کے محبوب
ہیں تو حضور کے تابعدار بھی آپ کی تابعداری کے باعث محبوبیت کے درجے تک پہنچ
جاتے ہیں کیوں کہ محب اور عاشق اس آدمی کو بھی جس میں اپنے محبوب کی عادتیں اور

جانتا کہ اس کے جواب میں کیا لکھے سوائے اس کے کہ چند فقرے عربی عبارت میں جو آپ کے بزرگوار خیر العرب صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل میں ماثور ہیں لکھے اور اس سعادت نامہ کو آخری نجات کا وسیلہ بنائے نہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کرے بلکہ اپنے کلام کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام سے آراستہ کرے۔ ترجمہ

پس میں کہتا ہوں اور اللہ ہی سے عصمت اور توفیق ہے۔

تحقیق محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول اور حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد کے سردار ہیں اور قیامت کے دن لوگوں کی نسبت زیادہ پیرو کاروں والے ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک اولین و آخرین سے بزرگ ہیں اور پہلے ہیں جو قبر سے نکلیں گے اور اوّل ہیں جو شفاعت کریں گے اور اول ہیں جن کی شفاعت قبول ہوگی اور اوّل ہیں جو جنت کا دروازہ کھٹکھٹائیں گے اور اللہ تعالیٰ ان کے لئے دروازہ کھول دے گا اور قیامت کے دن لوا حمد کے اٹھانے والے ہیں جس کے نیچے آدم اور باقی انبیا علیہم السلام ہوں گے اور وہ ذات مبارک ہیں جنہوں نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن ہم ہی آخرین ہیں اور ہم ہی آگے بڑھنے والے ہیں اور میں یہ بات فخر سے نہیں کہتا کہ میں اللہ کا دوست ہوں اور پیغمبروں کا پیشرو ہوں اور فخر نہیں اور میں نبیوں کا ختم کرنے والا ہوں اور فخر نہیں اور میں محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب ہوں۔ جب اللہ تعالیٰ نے خلقت کو پیدا کیا اور پھر ان کو دو گروہ بنایا اور مجھے ان میں سے اچھے گروہ میں کیا۔ پھر ان کے قبیلے بنائے اور مجھے ان میں سے بہتر قبیلے میں بنایا۔ پھر ان لوگوں کو گھروں میں تقسیم کیا اور مجھے ان میں سے بہتر گھر والوں میں پیدا کیا۔ پس میں از روئے نفس اور گھر کے ان سب سے بہتر ہوں اور میں سب لوگوں سے اوّل نکلوں گا جب وہ قبروں سے نکالے جائیں گے۔ اور میں ان کا رہنما ہوں جب کہ وہ گروہ گروہ بنائے جائیں گے اور میں ان کا خطیب ہوں جب وہ خاموش کرائے جائیں گے اور میں ان کا شفیع ہوں جب وہ روکے جائیں گے اور میں ان کو خوش خبری دینے والا ہوں جب وہ نا امید ہو جائیں گے

گشتہ اگر این حب نمی بود در ایجاد نمی کشود و عالم در عدم راسخ و مستقر مے بود سرِ حدیث قدسی لَوْ لاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاكَ را کہ در شان ختم الرسل واقع است علیہم الصلوٰت والتسلیمات ایں جا باید جست وحقیقت لَوْلَاكَ لَمَا اَظْهَرْتُ الرَّبُوْبِيَّةَ را دریں مقام باید طلبید ۔

(دفتر سوم حصہ نہم صفحہ ۱۲۸ مکتوب ۱۲۲)

ترجمہ : حقیقت محمدیؐ جو حقیقت الحقائق ہے مراتب ظلال طے کرنے کے بعد آخر کار اس فقیر پر ظاہر ہوئی ہے محبت کا تعین اور ظہور ہے جو تمام مظاہر کی مبدا اور مخلوقات کی پیدائش کا منشا ہے جیسے حدیث قدسی میں ہے ۔ میں ایک پوشیدہ خزانہ تھا میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں ۔ پس میں نے خلق کو پیدا کیا ۔ اوّل اوّل جو چیز اس پوشیدہ خزانہ سے ظاہر ہوئی محبت ہے کہ جو مخلوق کی پیدائش کا سبب ہوئی ہے اگر یہ محبت نہ ہوتی تو ایجاد کا دروازہ نہ کھلتا اور عالم عدم میں راسخ اور مستقر رہتے ۔ حدیث قدسی راگر آپ کو پیدا نہ کرنا ہوتا تو آسمان پیدا نہ کیے جاتے جو حضرت ختم الرسل کی شان میں آئی ہے اکا بھید بھی اسی میں ڈھونڈنا چاہیئے اور اگر آپ کو پیدا نہ کرنا ہوتا تو اپنی ربوبیت کو ظاہر نہ کرتا کی حقیقت کو اسی مقام پر طلب کرنا چاہیئے ۔

حقیقت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا صحیح تصوّر

حقیقت محمدی علیہ من الصلوٰت افضلہا ومن التسلیمات اکملہا کہ ظہور اول ست وحقیقت الحقائق ست باں معنی کہ حقائق دیگر چہ حقائق انبیاء کرام وچہ حقائق ملائکہ عظام علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کالظلال اند مرا و را و اد اصل حقائق است قَالَ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِيْ وَقَالَ

خصلتیں دیکھتا ہے اپنا محبوب ہی جانتا ہے اور مخالفوں کو اسی پر قیاس کرنا چاہیئے۔

وسیلہ دو جہاں کی آبرو کا ہیں نبی سرور
پڑے خاک اس کے سر پر جو نہیں ہے خاک اس در پر

اگر ہجرت ظاہری میسر نہ ہو سکے تو باطنی ہجرت کو مدّ نظر رکھنا چاہیئے۔ خلقت کے درمیان رہ کر ان سے الگ رہنا چاہیئے۔ لعل الله يحدث بعد ذالك امرًا امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے بعد کوئی امر پیدا کر دے گا۔ موسم نوروز آ گیا ہے اور معلوم ہے کہ ان دنوں میں وہاں کے رہنے والے معاملہ کو پراگندہ رکھتے ہیں۔ اس ہنگامہ کے گزر جانے کے بعد اگر خدا تعالیٰ نے چاہا تو امید ہے کہ آپ کی ملاقات کا شرف حاصل ہوگا۔ زیادہ لکھنا موجب تکلیف ہے۔

يثبتكم الله سبحانه على جادة اباءكم الكرام السّلام عليكم وعليهم الى يوم القيٰمة

اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کے بزرگ باپ دادوں کے طریق پر ثابت قدم رکھے۔ آپ پر اور ان پر قیامت تک سلام ہو۔

حقیقت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم اور شانِ لولاک

حقیقت محمدی علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام کہ حقیقۃ الحقائق ست آنچہ در آخر کار بعد از طیّ مراتب ظلال بر این فقیر منکشف گشتہ است تعیّن و ظہور حبی ست کہ مبداء ظہورات و منشا خلق مخلوقات ست در حدیث قدسی کہ مشہور است آمدہ است كُنْتُ كَنْزًا مَخْفِيًّا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ لِاُعْرَفَ۔ اوّل چیزیکہ ازان گنجینہ مخفی بر منصّۂ ظہور آمد حب بودہ است کہ سبب خلق خلائق

اولیاء اللہ کے لطائف کی وسعتیں

آنچہ از بعضے اولیاء اللہ نقل میکنند کہ دریک آن در امکنہ متعددہ حاضر میگردند و افعال متباینہ بوقوع مے آرند اینجا نیز لطائف ایشان متجسد باجساد مختلفہ اند و متشکل باشکال متباینہ و ہمچنیں عزیزیکہ مثلاً در ہندوستان توطن دارد ازاں دیار نہ برآمدہ است جمع از حضرت مکہ مکرمہ مے آیند و میگویند کہ آن عزیز را درحرم کعبہ دیدہ ایم وچنان وچنین درمیان ما وآن عزیز گذشتہ است وجمع دیگر نقل میکنند کہ ما او را در روم دیدہ ایم وجمع دیگر در بغداد او را دیدہ اند. ایں ہمہ تشکل لطائف آن عزیز است باشکال مختلفہ۔ (دفتر دوم حصہ ہفتم مکتوب ۵۸ صـ۲۵-۲۴)

ترجمہ: جو بعض اولیاء اللہ سے نقل کرتے ہیں کہ ایک ساعت میں مختلف مکانوں میں حاضر ہوتے ہیں اور مختلف کام ان سے وقوع میں آتے ہیں۔ یہاں بھی ان کے لطائف مختلف جسموں میں متجسد ہو کر اور مختلف شکلوں میں متشکل ہو کر آتے ہیں۔ اسی طرح اس عزیز کا حال ہے جو ہندوستان میں وطن رکھتا ہے اور کبھی اپنے وطن سے باہر نہیں نکلا ـــ بعض حضرات مکہ معظمہ سے آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نے اس عزیز کو حرم کعبہ میں دیکھا ہے اور ہمارے اور اس عزیز کے درمیان ایسی ایسی باتیں ہوئی ہیں اور بعض نقل کرتے ہیں کہ ہم نے اس کو روم میں دیکھا ہے اور بعض بغداد میں دیکھ کر آئے ہیں۔ یہ سب عزیز کے لطائف ہیں جو مختلف شکلوں میں ظاہر ہوتے ہیں۔

عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ خُلِقْتُ مِنْ نُوْرِ اللّٰہِ وَالْمُؤْمِنُوْنَ مِنْ نُوْرِیْ پس ناچار این حقیقت واسطہ بود درمیان سائر حقائق و درمیان حق جلّ و علاو وصول بمطلوب احدے را بے توسط او عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام محال باشد فھو نبی الانبیاءِ والمرسلین وارسالہ رحمۃ للعالمین عَلَیْہِ وَعَلَیْھِمُ الصَّلَوٰتُ وَالتَّسْلِیْمَاتُ ازیں جاست کہ انبیاء اولوالعزم باوجودِ اصالت بتبعیت او میخواہند بآرزو داخل امتان او میگردند کما وَرَدَ عَلَیْہِ وَعَلَیْھِمُ الصَّلَوٰتُ وَالتَّسْلِیْمَاتُ وَالتَّحِیَّات۔

(دفتر سوم حصہ نہم صفحہ ۱۲۷ مکتوب ۱۲۲)

ترجمہ: حقیقتِ محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) جو ظہور اوّل ہیں سب سے بڑی حقیقت ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ دوسرے تمام حقائق کیا انبیاء کرام علیہم السلام اور کیا ملائکہ عظام کے حقائق سب اس کے اظلال کی مانند ہیں اور وہ تمام حقائق کا اصل ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ سب سے اوّل خدا تعالیٰ نے میرے نور کو پیدا کیا اور فرمایا میں اللہ تعالیٰ کے نور سے پیدا ہوا ہوں اور مومن میرے نور سے، پس یہی حقیقت باقی تمام حقائق اور حق تعالیٰ کے درمیان واسطہ ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطہ کے بغیر کوئی مطلوب تک نہیں پہنچ سکتا۔ آپ تمام انبیاء اور مرسلین کے بھی نبی ہیں اور آپ کا تشریف لانا جہان کے لئے رحمت ہے یہی وجہ ہے کہ انبیاء اولوالعزم باوجود اصالت کے آپ کی اتباع طلب کرتے رہے اور آپ کی امت میں داخل ہونے کی آرزو کرتے رہے جیسا کہ حدیث میں وارد ہے۔

حضرت امام ربّانی مجدّد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال پر مبنی دو تصانیف

تعلیماتِ مجدّدیہ — اور — ارشاداتِ مجدّد

پر

پاکستان کے نامور محقق و صحافی جناب وقار انبالوی کا بے لاگ تبصرہ



۲۹ صفر حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے اس دار فانی سے عالم باقی کی طرف رحلت کی تاریخ ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی کی زندگی کا کوئی لمحہ یا کوئی گوشہ ایسا نہیں جو نگاہوں سے اوجھل ہو۔ ان کے یوم ولادت سے یوم وصال تک ان کی ہر بات اور ان کا ہر کام ہمارے سامنے ہے لیکن ان کے دو کام ایسے بے مثال اور لازوال ہیں جن پر آج تک جو کچھ کہا گیا ہے وہ بھی کم ہے اور جو آئندہ کہا جائے گا وہ بھی کم ہوگا۔

ان کا سب سے نمایاں اور اہم کارنامہ برصغیر پاک و ہند میں تصوف و روحانیت کے اس سلسلے کو فروغ دینا ہے جو سلسلہ نقشبندیہ کے نام سے معروف عالم ہے۔ اس وسیع و عریض خطہ زمین میں حضرت خواجہ **باقی باللہ** (رحمۃ اللہ علیہ) اس سلسلے کے پہلے بانی و نقیب ہیں اور حضرت **مجدد** ان کے جانشین خلیفہ و مرید ہیں حضرت **مجدد** نے ابن عربی کی فصوص الحکم کے مقابلے میں نصوص کو مقدم رکھا اور وحدت الوجود کے طلسم و سحر سے عقول و اذہان کو نکال کر وحدت شہود کی شاہ راہ پر ڈالا۔

عقاید مجدد رحمۃ اللہ مقبول رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم تھے

وآں رسالہ بالتماس بعضے یاران بلسر شدہ التماس نمودہ بودند کہ نصائح بنویسد کہ در طریقہ نافع باشد و بمقتضائے آں زندگانی کردہ شود الحق رسالہ غیر مکرر کثیر البرکات است بعد از تحریر آن چنان معلوم شد کہ حضرت رسالت خاتمیت علیہ الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ با جمع کثیر از مشائخ امت خود حاضر اند و ہمین رسالہ را در دست مبارک خود دارند و از کمال کرم خویش آن را بوسہ میکنند و بہ مشائخ مے نمایند کہ این نوع معتقدات میباید حاصل کردہ و جماعہ کہ باین علوم مستسعد گشتہ بودند نورانی و ممتاز اند و عزیز الوجود و روبروئے آن سرور علیہ الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ ایستادہ اند۔ و القصہ بطولہا و در ہمان مجلس باشاعت این واقعہ حقیر را امر فرمودند۔

(دفتر اوّل حصہ اوّل مکتوب ۱۶ صہ ۳۵)

ترجمہ: اور یہ رسالہ بعض یاروں کی التماس سے لکھا گیا ہے۔ یاروں نے التماس کی تھی کہ ایسی نصیحتیں لکھی جاویں جو طریقت میں نفع دیں اور ان کے موافق زندگی بسر کی جاوے۔ واقعی رسالہ بے نظیر اور برکتوں والا ہے۔ اس رسالہ کے لکھنے کے بعد ایسا معلوم ہوا کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے بہت سے مشائخ کے ساتھ تشریف فرما ہیں اور اس رسالہ کو اپنے مبارک ہاتھ میں لئے ہوئے ہیں اور اپنے کمال کرم سے اس کو چومتے ہیں اور مشائخ کو دکھاتے اور فرماتے ہیں کہ اس قسم کے اعتقاد حاصل کرنے چاہئیں اور وہ لوگ جنہوں نے ان علوم سے سعادت حاصل کی ہے وہ نورانی اور ممتاز اور عزیز الوجود ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑے ہیں۔ حاصل کلام اسی مجلس میں خاکسار کو اس واقعہ کے شائع کرنے کا حکم فرمایا۔

کے نام سے مشہور و معروف ہیں آخرالذکر کتاب انہوں نے ترتیب دے کر شائع کی ہے۔

تعلیماتِ مجدّدیہ | تعلیمات مجدّدیہ کچھ دن پہلے شائع ہوئی ہے اور ۲۲/۸ ۱۸/ سائز کے ہونی سوا پانچ سو صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کتاب میں حضرت مجدّد کے بعض اقتباسات سے یہ ثابت کرنے کی سعی کی گئی ہے کہ حضرت مجدّد کا مسلک مسلک اہلِ حدیث کے نزدیک تھا خصوصاً توسل واستمداد، تصورِ شیخ اور عطائے نسبت کے بارے میں ملک صاحب نے یہ باور کرانے کی کوشش کی ہے کہ حضرتِ مجدّد ان کے حق میں نہ تھے۔ چوں کہ ملک صاحب خود مسلک اہلِ حدیث کے پابند ہیں اس لئے انہوں نے حضرت مجدد کو جہاں ہندوانہ اور مشرکانہ بدعات و سیات کا ماحی تسلیم کیا ہے وہاں انہوں نے ان مسلمانوں کو بھی حضرت مجدّد کی تعلیم سے بیگانہ سمجھا ہے جو بیعت و تقلید کو روا رکھتے ہیں اور اعراس و نذر و نیاز کے قائل ہیں اس طرح تعلیمات مجدّدیہ کے مطالعہ سے یہ تصور پیدا اور پختہ ہوتا ہے کہ حضرت مجدّد نے اپنے مکتوبات کے ذریعہ انہی عقائد کی تعلیم و ترغیب دی ہے جو اہلِ حدیث کے مسلمہ عقائد ہیں۔

ارشاداتِ مجدّد | ارشادات مجدّد کے فاضل مرتب نے اگرچہ ساری کتاب میں کہیں تعلیماتِ مجددیہ یا اس کے فاضل مولف و مرتب کا ذکر نہیں کیا لیکن مکتوبات ہی کے اقتباسات سے ان تمام خیالات کی تردید کی ہے جو تعلیماتِ مجدّدیہ کے مطالعے سے پیدا ہو سکتے ہیں ارشاداتِ مجدّد کے مرتب خود سلسلہ مجدّدیہ نقشبندیہ کے اہلِ حال بزرگ ہیں۔ ان کی سمجھ میں .. بات کیسے آسکتی تھی کہ حضرت مجدّد کے سلسلے میں بیعت و تقلید کا جو سلسلہ انہی کی حیاتِ مبارکہ میں شروع ہوا اور اب تک جاری ہے۔ ان کی تعلیمات یا مکتوبات سے یہ امر بھی متبادر ہو سکتا ہے کہ جن امور و مسائل پر تعلیماتِ مجدّدیہ کے مکتوبات کے اقتباسات سے یکطرفہ روشنی ڈال دی گئی ہے وہ مسلک اہلِ حدیث سے ہم آہنگ ہو سکتے ہیں یا ان کے مسلک

ان کا دوسرا کارنامہ اس وقت کی مطلق العنان بادشاہت کو نہ صرف حدود اللہ کی طرف مائل کرنے کی سعی مشکور سے وابستہ ہے بلکہ ان تمام بدعات و سیئات پر ایک موحدانہ اور مومنانہ نگاہ ڈال کر ان کو خاکستر کر دینا بھی ہے جو عہدِ اکبری میں پہلے مساواتِ ادیان کے سلسلے میں اور پھر دینِ اسلام کے مقابلے میں اکبر شاہی کے جلو اور عقب میں آئیں۔ ان میں سرِ دربار بادشاہ کو سجدہ کرنا بھی تھا۔ حرکات کے بارے میں بادشاہ اور اس کے جی حضوریوں کا حدود اللہ کو توڑنا بھی تھا اور دربار کے آداب و رسوم میں بعض مشرکانہ رسوم کی ترویج بھی تھی۔

پاکستان کے زمانہ حال کے سب سے بڑے فکری راہنما علامہ اقبالؒ نے حضرت مجددؒ کو خراجِ عقیدت پیش کیا ہے اور زمانہ ماضی قریب کے سب سے بڑے مفکر حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے ان کے چراغ سے جس طرح فکر و نظر کے کئی چراغ روشن کیے اور ابن عربی اور حضرت مجدد کی تعلیمات کے بعض تصورات کو جس طرح ہم آہنگ کرنے اور ایک سنگم پر لانے کی کوشش کی وہ اہلِ فکر و نظر کے سامنے ہے لیکن حضرت مجدد کی علمی سطح تک پہنچنے کے لئے ہر زمانے میں ہمیں نہ تو حضرت شاہ ولی اللہ جیسے ہمہ گیر و ہمہ رس بزرگ میسر آ سکتے ہیں اور نہ حضرت علامہ اقبال جیسے مغربی و مشرقی علوم کے جامع اور ماہر حضرات کے فیوض و برکات سے استفادہ کی سعادت حاصل ہوتی ہے۔ اس لئے یہ اندیشہ طبعی ہے کہ حضرت مجدد الف ثانیؒ کے عظیم کارنامے کی نسبت اختلاف رائے کوئی ناگوار صورت اختیار نہ کر لے۔ حال ہی میں ایک ہی مقام سے حضرت مجدد الف ثانی کی تعلیمات کے بارے میں انہی کے مکتوبات کی تفسیر و تعبیر (اور کسی حد تک تاویل) پر مشتمل دو کتابیں شائع ہوئی ہیں۔ ان میں سے ایک کتاب کا نام "تعلیمات مجدد دید" ہے اور جسے ہمارے بزرگ معاصر ملک حسن علی صاحب بی اے جامعی نے ترتیب دیا ہے اور دوسری کتاب کا نام "ارشاداتِ مجدد" ہے جو خانوادہ حضرت اعلیٰ میاں شیر محمد صاحب نقشبندی (رحمۃ اللہ علیہ) کے چشم و چراغ اور ان کے خلیفۂ مجاز حضرت ثانی میاں غلام اللہ صاحب کے خلف الرشید ہیں اور میاں جمیل احمد صاحب شا

سے لطیف تر ہوتا ہے۔ چونکہ حضور علیہ السلام سے زیادہ لطیف شے جہاں میں ہے ہی نہیں تو آپ کے جسم مبارک کے لیے سایہ کس طرح متصور ہو سکتا ہے۔ (دفتر سوم حصہ نہم مکتوب نمبر ۱۰۰)

تعلیمات مجددیہ میں قبروں پر جانوروں کے ذبیحہ کو مسلک مجددیہ کے خلاف ثابت کیا ہے اور ارشادات مجدد میں اسی مکتوب کو تفصیل کے ساتھ شائع کیا گیا ہے کہ نذر مشائخ اور ایصال ثواب طریق و مسلک مجددیہ کے عین مطابق ہے فرق صرف قبروں پر ذبیحہ حیوانات کا ہے لیکن ایصال ثواب کے لیے طعام کی نذر ثابت ہے جسے اہل حدیث روا نہیں رکھتے۔ ملاحظہ ہو۔

چند سال پیشتر فقیر کا یہ طریق تھا کہ للہ طعام پکاتا اور اس کا ثواب اہل عبا کی ارواح پاک کو نذر کر دیا کرتا جس میں آنحضرت کے ساتھ حضرت امیر رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا اور حضرت امامین رضی اللہ عنہما کو بھی شامل کر لیتا۔ ایک رات فقیر نے عالم خواب میں دیکھا کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں۔ فقیر نے سلام کیا تو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم متوجہ نہ ہوئے اور چہرۂ مبارک پھیر لیا۔ پھر ارشاد فرمایا کہ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں کھانا کھاتا ہوں جس کسی نے مجھے طعام بھیجنا ہو وہ حضرت عائشہ صدیقہ کے گھر طعام بھیجا کرے اس طرح معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہ نہ فرمانے کا باعث یہ تھا کہ میں ام المومنین حضرت عائشہ کو شریک طعام نہ کرتا تھا بعد ازاں حضرت صدیقہ بلکہ تمام امہات المومنین کو جو اہل بیت میں شریک کر لیا کرتا اور تمام اہل بیت کو اپنے لئے وسیلہ بناتا۔

تعلیمات میں غیر اللہ سے استمداد طلب حوائج کے عنوان سے صفحہ ۳۰ پر یہ اقتباس درج ہے۔

امراض اور بیماریوں کے دور کرنے میں بتوں سے اور طاغوت سے مدد طلب کرنا جس کا جاہل مسلمانوں میں عام رواج ہو گیا ہے عین شرک اور گمراہی ہے تراشیدہ و ناتراشیدہ پتھروں سے اپنی حاجتیں مانگنا حق تعالیٰ کا صاف صاف انکار اور عین کفر ہے۔ اللہ تعالیٰ بعض گمراہوں کا حال بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ وہ چاہتے ہیں کہ طاغوت کے پاس لے جائیں

کا اہل حدیث سے کوئی ربط و تعلق ہے۔

چند خیال افروز مباحث تعلیمات مجددیہ کے فاضل مرتب اپنی کتاب کے صفحہ ۶۸
۶۹ پر ہادیٔ عالم سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت پر حضرت مجدد کے ارشادات سے جو استخراج استنباط کرتے ہیں وہ یوں ہے۔

"اے برادر! محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باوجود اس قدر بلندی شان کے بشر تھے اور حدوث و امکان کے داغ سے نشان دار تھے بشر خالق کی حقیقت کیا دریافت کرسکتا ہے؟ اور ممکن واجب کو کیا معلوم کرسکتا ہے اور حادث قدیم کا احاطہ کیسے کرسکتا ہے۔ (مکتوب ۱۷۳ دفتر اول سے اقتباس و ترجمہ)

اور اس کے بعد دو اقتباس اور دے کر حضرت مجدد ہی کے الفاظ میں یہ ثابت کیا ہے کہ نفس انسانیت میں انبیاء اور غیر انبیاء سب برابر ہیں اور تمام انبیاء نے اقرارِ بشریت کیا ہے لیکن ارشادات مجدد کے فاضل مرتب نے صفحہ ۷۰ پر حضرت مجدد ہی کے مکتوب کا اقتباس دے کر آں حضرت کی عام بشریت کا انکار ثابت کیا ہے۔

"جن محجوبوں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بشر کہا اور دوسرے انسانوں کی طرح تصور کیا با آخر منکر ہو گئے! اور جن سعادت مندوں نے ان کو رسالت اور رحمتِ عالمیان کے ساتھ بزرگی اور تمام لوگوں سے ممتاز اور سرفراز سمجھا وہ ایمان کی سعادت سے مشرف ہو گئے اور نجات پانے والوں میں شامل ہو گئے۔" (دفتر سوم حصہ ہشتم مکتوب ۶۴)

اور پھر ایک اور مکتوب کے اقتباس سے حدوث و امکان کے عام معنوی تصور کی تردید یوں کی ہے

چوں کہ آں حضرت اس عالم ممکنات میں سے نہیں ہیں بلکہ اس سے بلند و ارفع امکان سے پیدا ہوئے ہیں اس بنا پر آپ کے جسم شریف کا سایہ نہیں۔ اس عالم شہادت میں شے کا سایہ

اس دنیا میں تشریف لائے اور اپنی حیاتِ طیبہ کا ایک ایک لمحہ دینِ اسلام کی حقانیت کی سربلندی و سرخروئی میں گزارا ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کے خلفائے راشدین نے دنیا کی تاریکیوں میں چراغِ نورِ ایمان جلائے اور کرۂ ارض کو شمعِ دینِ حنیف کی ضیا پاشیوں سے منور کیا ۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جو اسلام کی شمع جلائی وہ آج بھی فروزاں ہے ۔ کفر و ضلالت کے ادوار میں الحاد و زندیقیت کی آندھیوں میں اس شمعِ اسلام کو روشن رکھنے میں بزرگانِ دین کے عزائمِ صمیم اور ان مقدس زندگیوں کو بھی فراموش نہیں کیا جا سکتا جنہوں نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عہدِ تبلیغ نبوت کو زندہ رکھا ۔ بزرگانِ اسلام میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ بھی وہ عظیم ہستی ہیں جن کی ذاتِ گرامی کسی تعارف و تشریح کی محتاج نہیں ۔ آپ برصغیر میں اس وقت جلوہ افروز ہوئے جب اکبرِ اعظم سریر آرائے سلطنت تھا ۔ آپ اس دور کے مجدد الف ثانی کہلائے ۔ آپ کی آمد ہندوستان بھر کے لئے باعثِ رحمت و تکریم تھی ۔ آپ نے عین اس موقع پر برصغیر کے مسلمانوں کی دینی رہنمائی کا فریضہ انجام دیا جب دینِ اسلام پر ایک نئی قسم کے سیاسی و فکری نظام کی چھاپ گہری ہونے والی تھی ۔ آپ نے ان نازک گھڑیوں میں اسلام کو ویدک دھرم اور برہمن ازم کے اثرات سے بچایا ۔ آپ کی اس ساری زندگی کا سرمایہ اور نچوڑ آپ کی تصنیفاتِ عالیہ ہیں ان تصنیفات میں مکتوباتِ شریف کو منفرد مقام حاصل ہے ۔ حضرت مجدد الف ثانی (رحمۃ اللہ علیہ) کے مکتوبات دراصل علومِ ظاہری و باطنی کا خزینہ ہیں جن میں شریعت کے جملہ مسائل کا حل سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے ارشادات کی روشنی میں بتایا گیا ہے ۔ دراصل یہ آپ کا قلمی جہاد تھا جس کی خدمت کا اعتراف نہ کرنا کفرانِ نعمت کے مترادف ہے ۔ دورِ حاضر میں ان مکتوبات کی ازبس ضرورت ہے یہی وہ کارِ خیر ہے جسے مزار حضرت میاں شیر محمد شرقپوری کے سجادہ نشین صاحبزادہ میاں **جمیل احمد** ایسے فاضل مؤلف نے ارشاداتِ مجدد کی صورت میں مدون فرما کر دینِ اسلام کی اہم خدمت انجام دی ہے یہ ارشاداتِ مجدد مکتوبات

حالانکہ ان کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ اس سے انکار کر دیں ۔ (دفتر سوم مکتوب ۴۱)

اولیاء سے استمداد کا مسئلہ اس اقتباس سے کسی کلمہ گو کو کوئی اختلاف نہیں ہو سکتا لیکن غیر اللہ میں صرف بت اور طاغوت شامل نہیں اور اس استمداد سے استمداد طلب حوائج کا وہ مسئلہ حل نہیں ہوتا جس کی بعض صورتیں رائج ہیں مثلاً وسیلہ طلبی اور توسل سے دعا مانگنا پھر زندگی میں بارہا لوگ استمداد طلب حوائج کے سلسلے میں عام لوگوں کے پاس بھی جاتے ہیں اور اگر یہ آنا جانا بند ہو جائے تو پوری معاشرت معطل ہو کر رہ جائے گی لیکن اگر انسانوں کی باہمی مشلب برادری یا تعاون کو استمداد کی تعریف سے خارج کر دیا جائے تو بھی استمداد بالاولیاء کے بارے میں حضرت مجدد صاحب کا ارشاد بالکل واضح ہے ۔ اپنی ایک قلبی درد و حالی کیفیت کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ۔

"ایک مدت تک یہ حالت رہی پھر اتفاقاً ایک ولی اللہ کے مزار مبارک کے پاس سے گزرنے کا اتفاق ہوا اور اس معاملے میں اس مدفون ولی اللہ سے میں نے مدد و اعانت طلب کی چنانچہ اسی دوران اللہ جل شانہ کی عنایت شاملِ حال ہو گئی اور عین اس وقت حضور خاتم المرسلین کو رحمۃ للعالمین ہیں کی روحانیت سے بھی دل کو اطمینان ہوا ۔ (دفتر اول حصہ سوم مکتوب ۲۳)

(روزنامہ کوہستان ۱۶ مئی ۱۹۶۹ء)

ارشاداتِ مجدد (رحمۃ اللہ علیہ)

مؤلف: صاحبزادہ جمیل احمد شرقپوری ❊ ضخامت: ۲۷۴ صفحات ❊ ہدیہ پانچ روپے

ناشر: مکتبہ شیر ربانی و مکتبہ نور اسلام۔ شرقپور۔ ضلع شیخوپورہ

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے ۔ اس کی عظمت مسلمہ ہے اور اس کی حفاظت ہر مسلمان کا دینی و مذہبی فریضہ ہے ۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اسلام کی تبلیغ حق کے لئے ہی

روزنامہ امروز لاہور ۱۴؍جولائی ۱۹۷۴ء

مرتب جناب میاں صاحب کو شکایت ہے کہ بعض لوگ حضرت مجدّد الف ثانی کی تعلیمات کو اپنی مطلب براری کیلئے غلط انداز میں پیش کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔ یہ رسالہ انہی اثرات بد کو زائل کرنے کے لئے مرتب کیا گیا ہے۔ اس میں حضرت مجدّد کے بعض اہم امور کے بارے ارشادات درج ہیں اصل فارسی کے ساتھ ان کا ترجمہ بھی ہے۔ حضرت کے یہ ارشادات کہ رسول مقبول اللہ کے نور سے پیدا ہوئے۔ آپ کو بشر کہنے والے قابل ملامت ہیں تصورِ شیخ اور اسی طرح کے بعض اور مسائل کے متعلق ہیں جن پر اہل سنت والجماعت کے دونوں گروہوں میں اکثر مناظرے ہوتے رہتے ۔

ہفت روزہ الہام بہاولپور ۲۱؍جولائی ۱۹۷۴ء

یہ کتاب ان مذموم کوششوں کے خلاف ایک زبردست اثر وال کی حیثیت رکھتی ہے۔ جو مسلمانوں کے ایک نام نہاد دینی فرقے نے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی کی تعلیمات کو اپنی مطلب براری کے لئے غلط انداز میں پیش کرنے کے لئے جاری کر رکھی ہیں۔ اس فرقہ کی زہر چکانیوں کے اثراتِ بد کو زائل کرنے کیلئے جناب صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نے جو مسلک مجدّدیہ کے شیخ کامل حضرت میاں شیر محمد شرقپوری کے سجادہ نشین بھی ہیں حضرت شیخ مجدّد کے مکتوبات کی روشنی میں ارشادات مجدّد کے نام سے ایک کتاب مرتب کی تھی جو علمی حلقوں میں بہت مقبول ہوئی۔ اب اس کتاب کی تلخیص زیر نظر کتابچہ کی صورت میں شائع کی گئی ہے۔

ہفت روزہ قندیل نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے۔ فاضل مولف نے ارشادات مجدّد کی تدوین کر کے دین اسلام کی اہم خدمت انجام دی ہے۔ یہ ارشادات مجدد مکتوبات شریف کی روشنی میں اخذ کئے گئے ہیں۔ گویا کہ کوزے میں اسلامی علم کے دریا کو بند کیا گیا ہے۔ یہ ارشادات ہر مسلمان کی علمی و عملی زندگی میں نور بصیرت کا کام دیں گے یہ ارشاداتِ مجدّد درحقیقت شرع و تصوف کی کہانی ہے جسے حضرت مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی پیش کیا گیا ہے۔ ارشادات و واقعات کی اصابت میں غلو کا شائبہ تک نہیں ہو سکتا کیونکہ اس کے مؤلف خود بڑے متقی و پرہیزگار ہیں اور ان کی علمی و دینی خدمات کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ فیض مجدّد سے بہرہ ور ہونے کے لئے یہ کتابچہ نہایت مفید ہے۔

شریف کی روشنی میں اخذ کیئے گئے گویا کوزے میں اسلامی علم کے دریا کو بند کیا گیا ہے ۔ یہ ارشادات ہر مسلمان کی علمی و عملی زندگی میں نور بصیرت کا کام دیں گے ۔ ارشاداتِ مجدد درحقیقت شرع و تصوّف کی کہانی ہے جسے حضرت مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی پیش کیا گیا ہے ۔

ارشادات و واقعات کی اصابت میں غلو کا شائبہ تک نہیں ہو سکتا کیونکہ اس کے مؤلف خود بڑے متقی و پرہیزگار ہیں اور ان کی علمی و دینی خدمات کا دائرہ بہت وسیع ہے ۔ کتاب خوبصورت انداز میں سفید دبیز کاغذ پر چھپی ہوئی ہے ۔ کتابت و طباعت عمدہ ہے ۔ ہر مسلمان کے لئے اس کا مطالعہ بہت ضروری ہے ۔

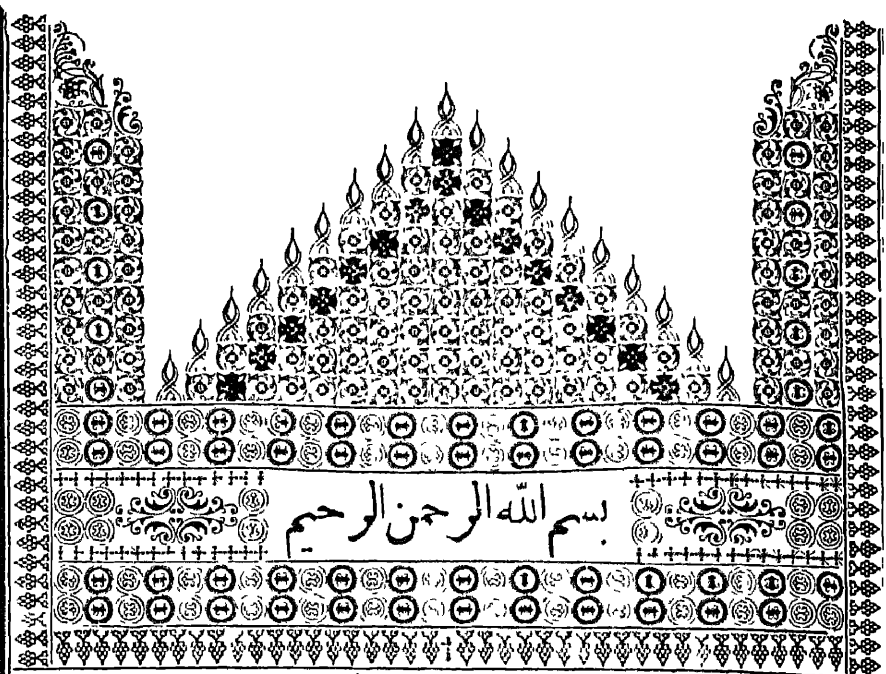
ہفت روزہ قندیل لاہور ۱۱ جون ۱۹۶۹ء

ماہنامہ سرحد ۔ کراچی ۔ شمارہ ۴ جلد اوّل مئی ۱۹۷۴ء کا

مسلکِ مجدّد پر تبصرہ

حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی نے اکبری عہد کے الحاد و زندقہ کے خلاف جو کارنامے انجام دیئے اور اسلام کے احیاء و تبلیغ کی جو کوششیں کی ہیں وہ برصغیر کی تاریخ اسلام کا روشن باب ہیں ۔ حضرت مجدّد الف ثانی ایک شیخ طریقت، عالم ربّانی اور حکیم امت تھے ان کے مکتوبات شریعت اور علوم و معارف کا خزانہ ہیں ۔ بعض حضرات نے مکتوبات شریف سے اپنے حسب منشاء اقتباسات لے کر "تعلیمات مجدّدیہ" کا نام دیا حضرت میاں جمیل صاحب شرقپوری نے اس کتاب (مسلک مجدّد) میں یہ بتایا ہے کہ مجدد صاحب کا اصل مسلک کیا تھا اور انکے نام سے جو تعلیمات منسوب کی جاتی ہیں وہ درست نہیں ہیں ۔ انداز بیان نہایت واضح اور مدلل ہے حضرت میاں صاحب نے آغاز کتاب میں حضرت مجدّد الف ثانی کے مختصر حالات بھی دے دیئے ہیں ۔ یہ کتاب دس پیسے کے ٹکٹ بھیجکر مفت حاصل کی جا سکتی ہے ۔

پروفیسر محمد ایوب قادری



الحمد لله الذي أظهر من بطون الشؤون الى أعيان الثبوت ما كان وما يكون من عالم الملك والملكوت ثم أنشأه خلقا آخر في مراتب التكوين فتبارك الله أحسن الخالقين والصلاة والسلام على نبي الصلاة والسلام مرآة شمس الذات جامع الأسماء والصفات والدال العالم في دولة الكتاب والظهور وسيد ولد آدم يخرجهم من الظلمات الى النور

وما مصدر الأشياء الا محمد * وناهيك طول المدح فيه قصور

بدائرة التكوين قطب جماله * عليه جميع الكائنات تدور

وعلى أولي التمكين في التلوين من آل عترته وأصحابه المؤدين حق الدين قياما بأعبائه ما سبح الله ملك أو سبح نجم في فلك (وبعد) فيقول ذنوب الذنوب وعيبة العيوب الحقير الفاني عبد المجيد ابن محمد بن محمد الخاني الخالدي النقشبندي اني منذ تشرفت قبل بلوغ السن بسنين بتلقي الطريقة العلية الخالدية النقشبندية عن قبلة العلماء العاملين وقطب الأولياء الكاملين المتمكن في مقام الفرق الثاني سيدي الجد الأمجد الشيخ محمد الخاني قدس الله تعالى سره ورفعه عنده على أعلى الأسرّة وسمعت أسماء سادات سلسلة الطريقة الجليلة جعلت أتشوف للوقوف على تراجم أحوالهم المقدسة مدة غير قليلة ولم أرها مجتمعة باللغة العربية في كتاب واحد لأن أكثرهم من بلاد الفرس والهند وتلك المعاهد عزمت وما أنا للعزم بأهل سنة ثلاث وثلثمائة وألف على ان أجمع أحوال من ترجموه وأختم بالترجمة من لم يترجموه بادئا بالمدد الفياض وخاتما بسيدي الوالد راجيا منه تعالى في ذلك تقدير التيسير وهو على جمعهم اذا يشاء قدير فاستحضرت لتلك الخدمة كتبا مهمة جمة مثل طبقات الأولياء للعارفين الشيخ عبد الوهاب الشعراوي والشيخ عبد الرؤف المناوي ومجمع الأحباب مختصر الحلية لشمس الدين الشيخ محمد بن الحسن الحسيني الشافعي والنفحات للعارف الكبير ملا عبد الرحمن الجامي النقشبندي وهو فارسي ترجمه الشيخ محمود البروسوي الى التركية وعرّبه الشيخ تاج الدين زكريا العثماني النقشبندي ورشحات عين الحياة للشيخ علي بن حسين الواعظ المشهور بالصفي

الحدائق الوردية في حقائق أجلاء النقشبندية

١٥٤ ٢٥٦ ٩٠ ٢١٩ ٣٥ ٥٥٢

للحقير الفاني عبد المجيد بن محمد الخاني
الخالدي النقشبندي
عفي عنه
آمين

قدم قسطنطينية وتوفي بها في سنة
١٣١٩

حدائق الوردي الاكمام دانية * قطوفها من جنان الشام للجاني
اكف أوراقها نحو السما بسطت * تدعو لاول ممدوح بلا ثاني
ذو الفضل أحمد باشا طلعت الوزرا * لازال مظهر معروف وعرفان
أهدى له دوحها المخضود منشئها * داعيه عبد المجيد الخالدي الخاني


سنة ١٣٠٦

الشيخ أحمد الفاروقي السرهندي ابن الشيخ عبد الاحد بن زين العابدين بن عبد الحي بن محمد بن حبيب الله ابن الامام رفيع الدين بن نور بن نصير الدين بن سليمان بن يوسف بن عبد الله بن اسحق بن عبد الله بن شعيب ابن أحمد بن يوسف بن شهاب الدين المعروف بفرخ شاه الكابلي ابن نصير الدين بن محمود بن سليمان بن مسعود بن عبد الله الواعظ الاصغر ابن عبد الله الواعظ الاكبر ابن أبي الفتح بن اسحق بن ابراهيم بن ناصر بن سيدنا عبد الله ابن أمير المؤمنين خليفة رسول الله صلى الله عليه وسلم الثاني سيدنا عمر الفاروق رضي الله عنه وعنهم أجمعين (ولد قدس الله سره) يوم عاشوراء سنة احدى وسبعين وتسعمائة في بلدة سهرند بسين مهملة فهاء وراء مهملة ونون ودال مهملة كذا أوردها حفيده الشيخ محمد مظهر في ترجمته وفي بعض نسخ السلسلة الشريفة سرهند بتقديم الراء على الهاء ولعل الاولى هي الاولى لان صاحب الدار ادرى وهي مدينة عظيمة من أعمال اللاهور في الهند

﴿عنوان شانه وشأن عنوانه﴾

تلقى العلوم كلها معقولها ومنقولها عن والده المشار اليه وعن غيره من محققي زمانه واشتغل بالطرق الثلاث القادرية والسهروردية والجشتية على والده قدس الله سرهما حتى أذن له بالارشاد والاستخلاف في الطرق المنوه بها وهو ابن سبعة عشر سنة فما زال مشتغلا بنشر العلوم والمعارف وتربية السالكين وهداية المريدين وارشاد الطالبين وفي نفسه شغف عظيم وميل قوي لتحصيل نسبة الطريقة العلية النقشبندية لعلمه بفضلها على سائر الطرق وعلو نسبتها على كل النسب حتى اجتمع بغوث الزمان العارف بالله تعالى سيدنا الشيخ محمد الباقي قدس الله سره وقد كان أرسله شيخه القطب الكبير والامام الشهير سيدنا محمد الخواجكي الامكنكي قدس الله سره من بخارى الى الهند فاخذ عنه الطريقة النقشبندية ولازمه ففاز بأعلى المرام في مدة شهرين وبضعة أيام حتى شهد له شيخه قدس الله سره بالمرادية والمحبوبية والكمال والتكميل وفوض اليه تربية من بديه بل طلب منه الامداد لنفسه وقال في حقه انه القطب الاعظم فتصدر للارشاد وهداية العباد وعم نفعه كل حاضر وباد

أتته الخلافة منقادة * اليه تجرر أذيالها
فلم تك تصلح الا له * ولم يك يصلح الا لها
فلو رامها أحد غيره * لزلزلت الارض زلزالها

﴿سعود وجوده ووجود سعوده﴾

أخبر بوجوده رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال يكون في أمتي رجل يقال له صلة يدخل بشفاعته كذا وكذا أخرجه السيوطي في جمع الجوامع ويدل لذلك ما كتبه قدس الله سره في أحد مكاتيبه الحمد لله الذي جعلني صلة بين البحرين ومقتبسا الانوار النيرين (وذكر) الشيخ المير حسام الدين أحد خلفاء امام العارفين شيخه الشيخ محمد الباقي قدس الله سره انه رأى رسول الله صلى الله عليه وسلم في المنام على المنبر وهو يثني على الشيخ أحمد السهرندي ويقول اني أباهي وأفتخر بوجوده في أمتي وان الله تعالى جعله مجددا في أمتي (وقد بشر بظهوره) كبار الاولياء أيضا كما ذكر ذلك في المناقب (فمن ذلك) ما قاله مولانا الشيخ بدر الدين السهرندي عن قدوة العلماء العارفين بالله تعالى الشيخ أحمد الجامي قدس سره انه قال يجيء من بعدي سبعة عشر رجلا من أهل الله يسمون أحمد آخرهم يخرج على رأس الالف هو أعلاهم وأجمع الجماء الغفير من أهل الكشف على ان المراد به صاحب الترجمة قدس الله سره (ومنه) ما قاله مولانا الخواجكي الامكنكي لخليفته الشيخ محمد الباقي قدس الله سرهما انه يخرج رجل من الهند يكون امام عصره بصير وتوجه على يديك فاسرع اليه فان أهل الله منتظرون قدومه فلما توجه من بخارى الى الهند واجتمع به المجدد قدس الله سره وأخذ عنه قال له أنت ذلك الرجل المبشر به (وقال له أيضا) لما وصلت الى سهرند رأيت في الواقعة رجلا قيل لي انه قطب زمانه فلما رأيتك عرفتك بتلك الحلية والصورة (وقال له

وهو فارسي أيضا ترجمه للتركيه المولى محمد المعروف الشريف العباسي وعربه الشيخ تاج الدين المشار اليه ومقامات سيدنا الشاه نقشبند التي جمعها أحد أجلاء أصحابه الشيخ صلاح بن المبارك بالفارسي وعربها الشيخ أحمد بن علان الصديقي المكي ومكتوبات الامام الرباني الفارسية ومعربات بعضها للشيخ يونس بن عبد الرحمن الايراني النقشبندي وترجمتها التركية بقلم المولى سعد الدين سليمان بن محمد القسطنطيني المشهور بمستقيم زاده ومكتوبات الامام محمد المعصوم نجل الامام الرباني الترجمة بالتركية بقلم مستقيم زاده وتعريب بعضها وبعض مكتوبات والده المسمى بكنز الهدايات للمولى محمد ابن ولي الدين الحنفي أحد أصحابه الكرام وتاريخ العلامتين ابن خلكان والمحبي وشرح مفتاح المعية للعارف الشيخ عبد الغني النابلسي ومقامات الشيخ حبيب الله جان جانان مظهر تأليف العارف العلوي الشيخ عبد الله الدهلوي وخلاصة الجواهر العلوية في ترجمة الشيخ عبد الله المومى اليه للشيخ عبد الغني المعصومي والبهجة السنية لسيدي الجد الامجد والحديقة الندية للشيخ محمد بن سليمان البغدادي أحد أجلاء أصحاب حضرة مولانا خالد والاساور العسجدية للشيخ حسين الدوسري أحد خلفائه وأصفى الموارد من سلسال أحوال حضرة مولانا خالد للشيخ عثمان بن سند النجدي البغدادي وسل الحسام الهندي للعلامة الشيخ السيد محمد بن عابدين والمجد التالد للشيخ ابراهيم فصيح البغدادي الحيدري والمقامات السعيدية للشيخ محمد مظهر المعصومي مستعينا في ترجمة الفارسي والتركي بمن له تمام الوقوف على اللغتين غير معول على الافراد بعبارة المتعربين لان أكثرهم من الفرس المتعربين والترمت عند ذكر كل ذات منهم رضي الله عنهم سرد خلفائه بقدر الامكان ولم أترجم أحوالهم لعدم المواد الموصلة الى المراد ومع ذلك فقد شذ عني من رجال السلسلة اثنان وهما سيدنا الدرويش محمد وخاله الشيخ محمد الخواجكي الامكنكي فاني لم أقف لهما على ترجمة في مكان فارجو ممن ألم بترجمتهما ان يلحقها تحت اسميهما خدمة ولله الحمد كما أمرونا بالعهد في عهد أمير المؤمنين وظل الله على العالمين خير ملوك السرير العثماني ﴿السلطان الغازي عبد الحميد خان الثاني﴾ أدام الله الانام في ظل أمانه وسلم تعالى على الاسلام بنفوذ شوكة سلطانه وأدام انبساط بساط عدالته على كافة رعية جلالته آمين

رب السموات العظيم الشان * بالمصطفى المبعوث بالقرآن
أيد بأيدي الاولياء الجني * سلطاننا عبد الحميد الثاني
واحفظ على عرش السعادة ذاته * ذات السعادة مظهر الرحمان
واجعل مواضيه على هام العدا * مشحوذة بالساعد العثماني
والحظ بأرواح الملائكة العلا * توفيقه في السر والاعلان
وأدم لواء الدين منشورا عا * برضاه منصورا على الاقران
ترعى رعيته بظل أمانه * في روض صولة دولة الايمان
ما أشرقت شمس العدالة من حمى * أعتابه في كامل الاكوان

﴿وسميته الحدائق الوردية في حقائق أجلاء النقشبندية﴾ وهو بحساب الجمل تاريخ العام الذي به تكمل والله أسأل واليه أتوسل بالنبي وبنيه ان يدنيه من كل نيل نبيه ويبعد ما فيه من شر كل سعي سفيه انه ولي الهداية في البداية والنهاية

وصلت الى ذلك المقام أعطيته خلعة القطبية من الحضرة المحمدية ثم جذبتني العناية الالهية فعرجت الى مقام الاصل المسمى بالظل الذي فوق مقام الاقطاب المختص بالافراد ثم أدركتني العناية الصمدانية فأوصلتني الى مقام الاصل الخاص وفي هذا العروج وصل الي من الغوث الاعظم الشيخ عبد القادر الكيلاني قدس الله سره العزيز مدد عظيم وتصرف قوي أوصلني الى مقام أصل الاصل ثم نزلت الى العالم المعبر عنه بالسير عن الله بالله فمررت اذ ذاك على مقامات مشايخ السلاسل سوى النقشبندية والقادرية فاستقبلوني بالتعظيم والاكرام وألقوا علي من نفائس نسبهم وخصائص مواجيدهم وانكشفت لي حقائق كل منها وتفاوت درجاتها وكان حصول العلوم اللدنية لي من روحانية الخضر على نبينا وعليه السلام قبل وصولي الى مقام الاقطاب المذكور سابقا وبعد الوصول الى ذلك المقام يأخذ الواصل العلوم من حقيقته بنفسه كل ذلك بوراثته صلى الله عليه وسلم

﴿بروج عروجه وعروج بروجه﴾

(قال قدس الله سره) كثيرا ما كان يعرج بي فوق العرش المجيد ولقد عرج بي مرة فلما ارتفعت فوقه بقدر ما بين مركز الارض وبينه رأيت مقام الامام شاه نقشبند رضي الله عنه ورأيت فوق ذلك قليلا مقامات بعض المشايخ منهم الشيخ معروف الكرخي والشيخ أبو سعيد الخراز رضي الله عنهما والبعض في مقامه وتحته الشيخ نجم الدين الكبرى والشيخ علاء الدين العطار وسائر المشايخ دونه وفوق هذه الدرجات مقام أئمة أهل البيت والخلفاء الراشدين وكافة الانبياء فوقهم على طرف من مقام نبينا عليه وعليهم الصلاة والسلام ومقامات الملائكة على الطرف الآخر ومقامه صلى الله عليه وسلم أرفع وأعلى واعلم اني كلما أريد العروج يتيسر لي وربما يقع من غير ما قصد

﴿اكراماته وكراماته﴾

ولقد خصه الله تعالى بفضيلة نشر العلوم الدينية والكشف عن أسرار العلوم اللدنية وبيان مراتب الولاية والنبوة والرسالة وكمالات أولي العزم ودرجات الخلة والمحبة واظهار أسرار الذات والشؤون الالهية بما لم يسبق اليه الى أذواق شريفة عالية ومذاهب لدنية عالية لو لم يكن منها الا رتبة تجديد الالف الثاني لكفى (وقال قدس الله سره) روى أبو داود عنه صلى الله عليه وسلم انه قال ان الله يبعث على رأس كل مائة سنة من يجدد لهذه الامة أمر دينها لكن بين من يجدد المائة ومن يجدد الالف من الفرق كما بين المائة والالف بل أعظم من ذلك (وقال قدس الله سره) بشرني رسول الله صلى الله عليه وسلم بانك من المجتهدين في علم الكلام ويغفر الله بشفاعتك لالوف يوم القيامة وكتب لي خط الارشاد بيده الشريفة وقال لم أكتب لاحد قبلك مثله (وقال قدس الله سره) العلوم والمعارف الصادرة عني هي خارجة عن طور الولاية وانما هي مقتبسة من مشكاة أنوار النبوة على مصدرها الصلاة والسلام جددت بتجديد الالف الثاني بطريق التبعية والوراثة تعجز أرباب الولاية كالعلماء عن ادراكها لانها وراء علوم العلماء ومعارف الاولياء بل علوم هؤلاء بالنسبة الى تلك العلوم قشر وتلك العلوم لبابها ولا تخالف الشريعة بل هي أساس الدين وخلاصة علم الذات والصفات تعالت وتقدست وما تكلم بها أحد من العظماء ولا الكبراء استأثر الله سبحانه بها هذا العبد وصاحب هذه العلوم والمعارف مجدد هذا الالف والمجدد هو الذي لا يفيض الحق على جميع العالم مدة تجديده شيأ الا بواسطته (وقال قدس الله سره) قد كشف لي التوحيد الوجودي وألقيت الي علوم كثيرة ومعارف جمة ورقائق وافية من هذا المقام ولاحت لي معارف مظهر الصفة العلمية الشيخ الاكبر رضي الله عنه وتشرفت بالتجلي الذاتي الذي بينه الشيخ وجعله نهاية العروج وخصه بخاتم الولاية مفصلا موضحا (وقال قدس الله سره) كشفت لي خفايا المتشابهات القرآنية وأسرار المقطعات الفرقانية ووجدت تحت كل حرف منها بحرا من العلوم الدالة على الذات العلية لو أظهرت شيأ منها القطع مني الحلقوم (وقال قدس الله سره) أطلعني الله على أسماء

أيضا) لما دخلت سهرند وجدت هناك مشعلا يوقد في غاية العظم والعلو حتى كأنه بلغ عنان السماء وقد امتلأ العالم من نوره شرقا وغربا والناس يستوقدون منه سراجا سراجا قال وهذا هو شأنك (ومنه) ان صفوة الاولياء العارفين شيخ أبيه الشيخ عبد الاحد في الطريق القادري الشاه كمال الكيتهلي قدس الله سره أودع عند حفيده العارف بالله تعالى شاه اسكندر جبة مباركة موروثة كما قيل عن الغوث الاعظم الشيخ عبد القادر الكيلاني رضي الله تعالى عنه وقال احفظها حتى يظهر صاحبها فلما ظهر المجدد أمره في الواقعة ان يوصلها اليه وأخبره انه أهلها فلم يوصلها ثم خاطبه في سره فلم يفعل ثم أتاه في الثالثة فأتى بها اليه وألبسه اياها فمال بذلك من الاحوال العظيمة ما نال (ومنه) ان تاجرا جليلا معروفا بالصدق والامانة وعليه سيما الصلاح ذكر انه كان في بدايته عظيم الاعتقاد والمحبة للغوث الاكبر سيدنا الشيخ عبد القادر الكيلاني رضوان الله عليه قال وكان يظهر لي أحيانا ويبشرني بامور نفيسة ويغيثني في مهماتي فقال لي يوما في الواقعة انك وان نلت مني مددا عظيما لكن لا بد لك من شيخ في الظاهر فقلت له الى من أرجع قال الى الشيخ أحمد السهرندي فانه اليوم هو الجامع بين الظاهر والباطن وهو قطب زمانه فلما اجتمعت به رأيت عجائب الكرامات وغرائب الكمالات (ودخل) رجل من أكابر أولياء بلخ الى سهرند فلما رأى الشيخ قدس الله سره قال اني كنت في بلخ فحضرت جنازة قد اجتمع لها كافة أولياء ما وراء النهر من السلف والخلف مثل العارف الكبير والقطب الشهير سيدنا الشيخ عبد الخالق الغجدواني والغوث الاعظم سيدنا الشيخ محمد بهاء الدين النقشبند رضي الله عنهما وقعوا ينتظرون قدوم الاقطاب فبينما هم كذلك اذ جاء رجل جليل المقدار باهر الانوار فتقدموه وأمّهم فسألت عنه فقيل لي انه الشيخ أحمد السهرندي

﴿سلوك الملوك وملوك السلوك﴾

(قال قدس الله سره) اعلم ان العناية الالهية جذبتني جذب المرادين أولا ثم يسرت لي طي منازل السلوك ثانيا فوجدت الله سبحانه أولا عين الاشياء كما قاله أرباب التوحيد الوجودي من متأخري الصوفية ثم وجدت الله في الاشياء من غير حلول ولا سريان ثم وجدته سبحانه معها معية ذاتية ثم رأيته بعدها ثم قبلها ثم رأيته سبحانه وما رأيت شيأ وهو المعني بالتوحيد الشهودي المعبر عنه بالفناء وهو أول قدم توضع في الولاية وأسبق كمال في البداية وهذه الرؤية في أي مرتبة من المراتب المذكورة تحصل أولا في الآفاق ثم ثانيا في الانفس ثم ترقيت في البقاء وهو ثاني قدم في الولاية فرأيت الاشياء ثانيا فوجدت الله تعالى عينها بل عين نفسي ثم وجدته تعالى في الاشياء بل في نفسي ثم مع الاشياء بل مع نفسي ثم قبل الاشياء بل قبل نفسي ثم بعد الاشياء بل بعد نفسي ثم رأيت الاشياء وما رأيت الله تعالى أصلا وهي النهاية التي هي الرجوع الى البداية والعود الى مرتبة العوام وهذا المقام هو أتم مقامات دعوة الخلق الى الحق وأكمل منازل التكميل والارشاد لتمام المناسبة للخلق المقتضية لكمال الافادة والاستفادة (وقال قدس الله سره) لما صحبت القائم اليوم مقام المشايخ العلية والنائب مناب الاكابر النقشبندية الواصل الى نهاية النهاية البالغ أقصى درجات الولاية قطب مدار الخلائق كاشف أسرار الحقائق الفرد الكامل في المحبة الذاتية المحقق الجامع لكمالات الولاية المحمدية مسند أهل الارشاد والهداية مرشد طريق درج النهاية في البداية زبدة العارفين قدوة المحققين شيخنا وملاذنا ومولانا الشيخ الاجل والعارف الاكمل محمد الباقي أبقاه الله تعالى حصل لي ببركة توجهه الجذبة التي تشعبت بعد الاستهلاك في صفة القيومية وتشرفت باندراج النهاية في البداية ثم حصلت لي مراتب السلوك ووصلت الى النهاية التي هي عبارة عن الوصول الى الاسم الرب بمدد أسد الله الغالب كرم الله تعالى وجهه ثم ترقيت الى القابلية التي هي عبارة عن الحقيقة المحمدية بمدد الشيخ بهاء الدين شاه نقشبند قدس الله سره العزيز ثم الى مقام اجمال تلك القابلية وهو مقام الاقطاب المحمدية بمدد الروح المقدسة النبوية وفي أثناء ذلك حصل لي مدد يسير من الشيخ علاء الدين العطار قدس الله سره ولما

ألف ألف مرة في زاوية من زوايا قلب العارف ما أحس به وأظهر حقيقة الكعبة والقرآن والصلاة وفصل مقامات العارفين وأذواقهم وذكر ان الحق تعالى جمع له بين القطبية والفردية والمحدثية والولاية الخاصة الناشئة من المحبية والمحبوبية وخصه بدوام التجلي الذاتي وأشبع الكلام على كل مسئلة بما لا يسع المؤمن الا الوقوف عليه والتسليم له بما لم يسبق اليه وربما تكلم على آية كريمة أوحديث شريف من طريق الارشاد فاجتمع من ذلك ثلاثة مجلدات ضخمة تكتب بماء العيون فانتقد بعض علماء عصره على كلام وقع منه فيها يشعر بان مقامه أعلى من مقام الصديق الاكبر رضوان الله عليه ورفعوا الامر الى السلطان نور الدين جهانكير فلما حضر عنده قال له أحق ما بلغنا عنك قال نعم الا ان ذلك بطريق التبعية لا الاصالة فهو من قبيل ما اذا طلبتم أدنى الخدم المتشرفين اليه حديثا فلا يصل هذا الخادم الى مقامكم الا بعد طي منازل الامراء ثم يعود الى محله الاول فلا يلزم أن يكون مقامه فوق مقام الامراء فارتضى السلطان منه بذلك الجواب فلما أبصر المنكرون انه قد أخفق سعيهم فيه قال بعضهم للسلطان ألم تر تكبر هذا الشيخ فانه ما سجد لكم وقت دخوله بل ولا تواضع التواضع المتعارف مع انكم ظل الله في أرضه وخليفته في خليقته فاستفزه الغضب وأمر بحبسه في حصن كواليار بكاف مضمومة فواو فألف فلام ساكنة فتحتية فألف فراء مهملة من أمنع حصون الهند وأشهرها وكان السلطان شاه جهان ابن السلطان جهانكير مخلصا للشيخ قدس الله سره جدا فقبل أن يحضر عند والده أرسل اليه أفضل خان والشيخ عبد الرحمن المفتي مع كتب من الفقه يقول له جوز العلماء سجدة التحية عند السلطان فان سجدتم له عند لقائه فانا أضمن انه لا يصل اليكم منه ضرر فلم يقبل منه بل قال هذه رخصة والعزيمة أن لا يسجد لغير الله تعالى ولبث في الحصن ثلاث سنين ثم أخرجه بشرط أن يقيم في معسكره ويدور معه فأقام كذلك ثلاث سنين أيضا ثم أطلقه فعاد الى سهرند والمولد أحمد (وذكر نجله الاكبر قدس سره) ان سبب اطلاقه انه كان مع ما عليه الحصن من الحصانة والحرس الشديد المحدق به من كل الجوانب يخرج رضي الله عنه لصلاة الجمعة فيصلي ثم يرجع ولا يعلمون من أين يخرج فلما رأوا منه ذلك أخرجوه من السجن ثم أطلقوه مطلقا واذ لم يمكن مدة حبسه ان يرشد الناس بنفسه جعل يرشدهم بكتبه نفعنا الله تعالى به

﴿نفحة من طيب عطره ورشحة من صيب قطره﴾

(قال قدس الله سره) اعلم يا أخي ان الذي لا بد منه وكلفنا الله به امتثال الاوامر واجتناب النواهي لقوله تعالى ما آتاكم الرسول فخذوه وما نهاكم عنه فانتهوا واذ كنا مأمورين بالاخلاص في ذلك وهو لا يتصور بدون الفناء وبغير المحبة الذاتية وجب علينا أيضا سلوك طريق الصوفية الموصلة للفناء والمحبة الذاتية حتى نتحقق حقيقة الاخلاص ولما كانت طرق الصوفية متفاوتة بالكمال والتكميل كان كل طريق تلتزم فيه متابعة السنة السنية وأداء الاحكام أولى وأنسب بالاختيار وذلك الطريق هو طريق السادة النقشبندية قدس الله أسرارهم العلية فان هؤلاء الاكابر التزموا في هذه الطريقة متابعة السنة واجتناب البدعة لا يجوزون العمل بالرخصة ولو وجدوا ظاهرا ان له نفعا في الباطن ولا يتركون الاخذ بالعزيمة ولو علموا صورة انه مضر بالسيرة ويجعلون الاحوال والمواجيد تابعة للاحكام الشرعية والاذواق والمعارف خادمة للعلوم الدينية ولا يستبدلون الجواهر النفيسة الشرعية مثل الاطفال بجوز الوجد وزبيب الحال هذا حالهم على الدوام ووقتهم بحيث نقوش السوى من بواطنهم بحيث لو تكلفوا ألف سنة ان يتذكروها لا يتيسر لهم ذلك التجلي الذاتي الذي هو لغيرهم كالبرق دائم لهم والحضور الذي يعقبه غيبة لا اعتبار له عند هؤلاء الاعزة رجال لا تلهيهم تجارة ولا بيع عن ذكر الله حالهم ومع ذلك فطريقهم أقرب الطرق قطعا وموصلة البتة نهاية غيرهم مندرجة في بداية هؤلاء الاكابر ونسبتهم المنسوبة الى الصديق الاكبر رضي الله عنه فوق نسب جميع المشايخ لا يصل الى ذوق هذه السادة فهم كل أحد

أولئك آبائي فجئني بمثلهم * اذا جمعتنا يا جرير المجامع

من يدخلون في سلسلتنا من الرجال والنساء الى يوم القيامة وان سلسلتي هذه تبقى بواسطة أولادي الى يوم القيامة حتى ان الامام المهدي سيكون على هذه النسبة الشريفة (وقال قدس الله سره) كنت مرة في حلقة الذكر مع جماعتي فخطر لي اني في حضور وسرور فأتى الي ... في الحال اني قد غفرت لك ولمن توسل بك الي بواسطة أو بغير واسطة الى يوم القيامة (وقال قدس الله سره) كان يكون من بقية طينة حبيبه صلى الله عليه وسلم (وقال قدس الله سره) أرى الكعبة المشرفة تطوف بي تشريفا منه تعالى وتكريما لي (وقال) ... الحق تعالى ان من صلى على جنازته ... ومن وضع في قبره تراب من قبري لا يعذب (وقال) أطلعني الله على صور ... الموتى ... أرى أنوارا ساطعة من قبورهم (وقال) ألقى الي ... هذه الطريقة ... التي أوتيتها لا ينالها أحد غيرك الى زمن المهدي عليه السلام (وقال) ان الله تعالى أعطاني قوة عظيمة في أمر الهداية بحيث لو توجهت الى خشبة يابسة لاخضرت (وكتب اليه بعض المشايخ) ان المقامات التي تدعيها هل نالها الصحابة أولا وعلى الاول هل بالوصول دفعة واحدة أو تدريجا فأرسل الجواب ... موقوف على حضورك فحضر وتوجه اليه بجمعية المقامات فترقى في الحال على ... وقال أيقنت ان جميع المقامات كانت تحصل للصحابة رضوان الله عليهم بمجرد نظره صلى الله عليه وسلم ... ثمرة من ثمرات ... فلما كان وقت الغروب ... وأفطر ... (وقال) مرة الى السماء وهي تمطر وقال لها ادعني الى وقت كذا ... الى ذلك الوقت (وأمر السلطان) يوما بقتل رجل فالتجأ الى حضرته وطلب منه ... السلطان لم يقدر أن يتعرض له هيبة منه قدس الله سره (و...) ... الاولياء ... أحد المنكرين على الشيخ قدس الله سره وهو لا يشعر ... لزيارة الشيخ حمل بطيخ ... فلما رأى الرجل ... قدس سره ويقول في سره يا سيدي اني جئت لطلب الحق وهذا ... فلما كان وقت العصر ... قدمت اليه ... فأسرع الرجل الى الشيخ وأراد أن يعرض ... (وأتاه) مجذوم يطلب منه الدعاء فدعا له فشفي في الحال (وقال خليفته الاكبر) ... سيدنا الشيخ محمد سعيد قدس سره كثيرا ما كان يجري الشيخ ... بالامر ... كان أو شرا قل وقوعه ... كما يقول بلا تفاوت أصلا (وقال الشيخ رضي الله عنه) ... أمير المؤمنين علي كرم الله وجهه فقال اني بعثت اليك لاعلمك علم السموات (واجتمعت) بروحانيات الامام الاعظم أبي حنيفة وأصحابه وتلامذته والامام الشافعي وأصحابه ... بامدادهم وأفاضوا علي من بركاتهم حتى استغرقت في أنوارهم (وربتني) روحانية حضرات السادات النقشبندية والقادرية والجشتية والسهروردية فتحليت بنسبتهم الخاصة حتى صرت لو أردت أن أربي السالكين بنسبة كل واحد منهم لفعلت

﴿ محنة العامة ومحنة الخاصة ﴾

لقد جرت عليه قدس الله سره سنة الله في عباده المخلصين من الابتلاء بايذاء الظلمة وانكار أهل الظاهر عليهم ليرفع عنده ... ويعظم لهم أجرا ولذلك ... عظمة ظهوره واشتهار فضله في الدنيا وعموم نفعه وامتداد سلسلته المطهرة من الهند الى ما وراء النهر والروم والشام والمغرب ثم انه قدس الله سره كانت ترد له الكتب من أنحائه في كل ... مشحونة بالمسائل العلمية المتعلقة بالطريق العلية وحقائق الصوفية فيجيب قدس الله سره بما ... من الحق تعالى عليه من توضيح ما قاله أهل الله عز وجل تارة ومناقشة تارة أخرى وتسليمه لهم ... مرة أخرى حتى انه خالف الشيخ الاكبر رضي الله عنه في وحدة الوجود ... أبا يزيد رضي الله عنه في قوله لو ان العرش وما حواه مائة

النفس والمرور بها فرض كذلك الدخول البها والغوص وبها الازم فان الوجدان انما يكون فيها ولا يكون في الخارج عنها السير الاذاتي بعد في بعد والسير الانفسي قرب في قرب فان كان هنالك شهود ففي النفس أو معرفة فكذلك أو حيرة فكذلك وليس في خارج النفس موضع قدم لكن الى الذهن بعض الحلول والاتحاد من هنا او يقع في ورطة الضلال اذا الحلول والاتحاد كفر والخوض في هذا المقام بالفكر قبل التحقق دونه خرط القتاد (وقال قدس الله سره) اعلم ان مراتب الكمال متفاوتة بحسب تفاوت الاستعدادات والتفاوت في الكمال قد يكون بحسب الكمية وقد يكون بحسب الكيفية وقد يكون بهما معا فكمال البعض مثلا بالتجلي الذاتي وكمال الآخر بالتجلي الصفاتي مع تفاوت بين جدا بين هذين التجليين وبين أربابهما وكمال البعض بسلامة القلب وخلاص الروح وكمال الآخر بهما وبالشهود السري أيضا وكمال الثالث بهذه الثلاثة وبالحيرة المنسوبة الى الخفي وكمال الرابع بهذه الاربعة وبالاتصال المنسوب الى الاخفى ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء وبعد حصول الكمال في أي مرتبة كانت من المراتب المذكورة فاما رجوع فهقرى أو ثبات واستقرار في ذلك الموطن فالاول هو مقام التكميل والارشاد ورجوع من الحق الى الخلق للدعوة والثاني هو موطن الاستهلاك والعزلة عن الخلق (وقال قدس الله سره) اعلم ان فيض الحق تعالى على الدوام للخواص والعوام سواء كان من قسم الاموال والاولاد أو من جنس الهداية والارشاد من غير تفاوت وانما نشأ التفاوت من القبول وعدمه وما ظلمهم الله ولكن كانوا أنفسهم يظلمون فالشمس تشرق على الثوب وعلى القصار اشراقا واحدا فيسود وجه القصار ويبيض الثوب وعدم القبول لهذا بسبب الاعراض عن جناب الحق تعالى فان المقبل يقبل عليه كما قال صلى الله عليه وسلم في الحديث القدسي من تقرب الي شبرا تقربت منه ذراعا والمعرض يعرض عنه كما قال صلى الله عليه وسلم فاعرض فأعرض الله عنه حراء وفاقا قال تعالى فاذكروني أذكركم نسوا الله فنسيهم وفي الحديث انما هي أعمالكم أحصيها لكم من غير زيادة ولا نقصان كما تدين تدان فمن وجد خيرا فليحمد الله ومن وجد غير ذلك فلا يلومن الا نفسه (وقال قدس الله سره) ان ازالة المرض القلبي في هذه الفرصة اليسيرة بالذكر الكثير من أهم المهمات وعلاج العلة المعنوية في هذه المهلة القليلة من أعظم المقاصد والقلب المبتلى بالغير لا يرجى منه خير لا يتقبلون هنالك الاسلامة القلب وخلاص الروح ونحن ههنا انما في تحصيل أسباب املائهما هيهات هيهات وما ظلمهم الله ولكن كانوا أنفسهم يظلمون (وقال قدس الله سره) في مبحث النفي والاثبات الكمال هو ان يكون شهود مرتبة الوجوب أيضا مثل شهود مراتب الامكان داخلا تحت لا فلا يلاحظ في جانب الاثبات الا التعوه بكلمة المستثنى والحق ان الفطرة العليا والهمة القصوى طالبة لمطلب عظيم لا تتطاول اليه الايدي بل لا يصل غبار الادراك الى ذيله الرؤية الاخروية حق ولكن تصورها يعمي الناس مسرورون بالرؤية الاخروية الموعودة وليس ابتلائي بسوى غيب الغيب حتى كأنه ان لا يخرج المطلوب من الغيب الى الشهادة أصلا ولا من السماع الى الشهود ولا من العلم الى العين ماذا أعمل هكذا خلقوني (وقال قدس الله سره) قال عليه الصلاة والسلام ما أحدث قوم بدعة الا رفع مثلها من السنة وعن حسان رضي الله عنه قال ما ابتدع قوم بدعة في دينهم الا نزع الله من سنتهم مثلها ثم لا يعيدها الى يوم القيامة ساءعليه فبعض البدع التي قال العلماء انها حسنة اذا تأملتها تجدها رافعة لسنة مثلا قالوا في تكفين الميت العمامة بدعة حسنة مع ان هذه البدعة رافعة لسنة فان الزيادة على العدد المسنون الذي هو ثلاثة أثواب نسخ والنسخ عين الرفع وهكذا ارسال المشايخ العذبة من الجانب الايسر استحسنوها والسنة في العذبة ان تكون بين الكتفين فظاهر رعاية الطهور ان هذه البدعة رافعة لسنة وكذلك ما استحسنه العلماء في نية الصلاة من التلفظ بها باللسان مع وجود ارادة القلب والحال انه ما ثبت عنه عليه الصلاة والسلام لا رواية صحيحة ولا ضعيفة ولا عن الصحابة الكرام ولا التابعين العظام انهم أتوا بالنية باللسان بل كانوا يكبرون تكبيرة التحريم حين تقام الصلاة

وأي مناسبة بين أخس الخواص وبين كل رزاق ورقاص ولو ملئت الدفاتر في بيان خصائص أولئك الصفوة وكمالاتها لكان كقطرة من بحر لا نهاية له (وقال قدس الله سره) السير والسلوك عبارة عن الحركة في العلم وهو من مقولة الكيف ولا مجال للحركة في غيرهما (فالسير الى الله تعالى وهو السير الاول) عبارة عن الحركة العلمية التي هي السير من العلم الاسفل الى العلم الاعلى ومن ذلك الاعلى الى ان ينتهي بعد طي علوم الممكنات كلها او زوالها بالمرة الى علم الواجب تعالى وهذا هو المعبر عنه بالفناء (والسير في الله تعالى وهو السير الثاني) عبارة عن الحركة العلمية في مراتب الوجوب من الاسماء والصفات والشؤون والاعتبارات والتقديسات والتنزيهات الى ان ينتهي الى المرتبة التي لا يمكن التعبير عنها بعبارة ولا يشار اليها باشارة ولا تحكى بكتابة ولا يعلمها عالم ولا يدركها مدرك وهذا السير يسمى بالبقاء (والسير عن الله تعالى وهو السير الثالث) عبارة عن الحركة العلمية التي هي النزول من العلم الاعلى الى العلم الاسفل وهكذا الى ان يرجع الى الممكنات وينزل عن علوم المراتب الوجوبية كلها وهو العارف الذي نسي الله بالله ورجع عن الله مع الله وهو الواجد الفاقد الواصل المهجور القريب البعيد (والسير في الاشياء وهو السير الرابع) عبارة عن حصول علوم الاشياء اشياء بعد ما زالت اولا في السير الاول فالسير الرابع مقابل للاول والثالث للثاني كما رأيت فالسير الى الله والسير في الله لتحصيل الولاية التي هي عبارة عن الفناء والبقاء والثالث والرابع لتحصيل مقام الدعوة الخاصة بالرسل عليهم الصلاة والسلام ولكمل التابعين نصيب منه أيضا كما قال تعالى قل هذه سبيلي أدعو الى الله على بصيرة أنا ومن اتبعني (وقال قدس الله سره) اعلم ان مشايخ الطريقة النقشبندية قدس الله أسرارهم اختاروا السير في الابتداء من عالم الامر ويقطعون في ضمنه عالم الخلق بخلاف مشايخ سائر الطرق فان ابتداء سيرهم من عالم الخلق ثم بعد طي عالم الخلق يضعون القدم في عالم الامر ويصلون الى الجذبة ومن هنا صارت الطريقة النقشبندية أقرب الطرق فلا جرم نهاية الغير مندرجة في بدايتهم (وقال قدس الله سره) اعلم ان أكابر هذه الطريقة اختاروا السير من عالم الامر ابتداء ورأوا ان ذلك أنسب وأولى لان الترقي انما يكون من الادنى الى الاعلى لا العكس وعالم الامر أدنى وعالم الخلق أعلى منه [illegible] هذا المعنى لاحد نظروا في سائر الطرق الى الصورة فرأوا عالم الخلق أدنى فشرعوا [illegible] الى الاعلى الصوري وما عرفوا ان حقيقة الامر بخلاف ذلك وان الادنى في الحقيقة أعلى والاعلى أدنى وان النقطة الاخيرة التي هي عالم الخلق أقرب الى النقطة الاولى التي هي أصل الوصول [illegible] نقطة أخرى غيرها (وقال قدس الله سره) الولاية عبارة عن الفناء والبقاء وهي اما عامة واما خاصة ونعني بالعامة مطلق الولاية وبالخاصة الولاية المحمدية على صاحبها أفضل الصلاة والتحية [illegible] والتسليمات أكمل ومن شرف بهذه النعمة العظمى [illegible] للطاعة وينشرح صدره للاسلام [illegible] عن مولاها ورضي مولاها عنها [illegible] وشاهد [illegible] مع ملاحظة الشؤون والاعتبارات [illegible] بكمال التنزه والتقدس والكبرياء [illegible] (وقال قدس الله سره) المانع من سرعة تأثير [illegible] هذه الطريقة العلية [illegible] التي هي مقدمة الجذبة مع ان ابتداء سيرهم من عالم الامر [illegible] ولا يزال هذا الضعف فيهم حتى يقوى عالم الامر [illegible] هذا الضعف في هذه الطريقة العلية التصرف التام من المرشد الكامل [illegible] والمجاهدات والرياضات الشاقة الموافقة للشريعة المحمدية على صاحبها الصلاة والسلام (وقال قدس الله سره) اعلم ان أصل كل بلاء انما يكون من الابتلاء بالنفس ومتى خلص الانسان من [illegible] تعالى وان كان بعد الاصنام [illegible] وتعالى وكان الخروج عن

النفس

الله عن ذلك علوا كبيرا (وقال قدس الله سره) في تحقيق احاطة الحق وسريانه اعلم ان احاطة الحق سبحانه بالاشياء وسريانه فيها كاحاطة المجمل بالمفصل وسريانه فيه كالكلمة مثلا فانها سارية في جميع أقسامها من الاسم والفعل والحرف وكذا في أقسام الاقسام من الماضي والمضارع والامر والنهي والمصدر واسم الفاعل والمفعول والمثنى المتصل والمنقطع والحال والتمييز والثلاثي والرباعي والخماسي والحروف الجارة والناصبة والحروف المختصة بالافعال والحروف المختصة بالاسماء والحروف الداخلة عليهما الى غير ذلك من الاقسام الحاصلة من التقسيمات الغير المتناهية فهذه الاقسام كلها غير الكلمة بل كلها عبارات مندرجة تحت الكلمة مازادت في نفسها او غيرها عن الكلمة وفي غير بعضها عن بعض غير اعتبار العقل في الذهن وأما في الخارج فليست الا الكلمة ولهذا اصح الحمل ولكن لكل مرتبة من المراتب اسم يختص بها وأحكام لا توجد في غيرها مثلا الدال على المعنى بالاستقلال مع الاقتران بالزمان فعل وبغير الاقتران اسم وغير الدال على المعنى بالاستقلال حرف وكذا المقترن بالزمان الماضي فعل ماض وبالزمان الحال والاستقبال فعل مضارع وما وجد فيه علتان من العلل التسعة المشهورة غير منصرف والا فمنصرف وحروف عملها الجر جارة وحروف عملها النصب ناصبة فاطلاق اسم مرتبة على مرتبة أخرى واجراء أحكام احداهما على الاخرى كاطلاق الفعل الماضي على المضارع والمنصرف على غير المنصرف والجارة على الناصبة مع كون المراتب كلها ليست الا الكلمة ضلالة محضة وخروج عن الصراط السوي اذا تقرر هذا فنقول والله سبحانه أعلم ان لكل مرتبة من مراتب تنزل الوجود سبحانه اسما مختصا بها وأحكاما لا توجد الا فيها فالوجوب الذاتي والاستغناء الذاتي مختص بمرتبة الجمع والالوهية والامكان الذاتي والافتقار الذاتي مختص بمرتبة الكون والفرق والمرتبة الاولى مرتبة الربوبية والخالقية والمرتبة الثانية مرتبة العبودية والمخلوقية فلو أطلق اسم مرتبة على أخرى وأجريت أحكام مختصة بمرتبة على مرتبة أخرى لكان زندقة صرفا وكفرا محضا والعجب من بعض الملاحدة والزنادقة انهم كيف يخلطون المراتب بعضها ببعض ويجرون أحكام بعضها على بعض فيصفون الممكن بصفات الواجب والواجب بصفات الممكن مع علمهم بتمييز صفات الممكن الذي هو مرتبة واحدة بعضها عن بعض واختلاف حكم كل واحد منه وعلمهم بعدم زوال ذلك التمييز وذلك الاختلاف وكل ذلك في مرتبة واحدة فانهم يعلمون بالبداهة مثلا ان الحرارة والاشراق من صفة النار المختصان بها ولا توجد واحدة منهما في الماء ولا يوصف بهما الماء وكذا البرودة والرطوبة المختصتان بالماء ولا توجدان في النار وكذا يميزون بالضرورة بين أزواجهم وأمهاتهم ويحكمون بمفرقة أحكامهما والله الهادي الى سبيل الرشاد (وقال قدس الله سره) ورد في الحديث الشريف العلماء ورثة الانبياء فالعلم الذي بقي عن الانبياء نوعان علم الاحكام وعلم الاسرار والوارث هو الذي يكون له من كلا النوعين نصيب والذي يكون له نصيب من نوع واحد فليس بوارث اذ الوارث له نصيب من جميع أنواع تركة المورث لا من بعض دون بعض والذي له نصيب من نوع واحد داخل في الغرماء الذين تعلق نصيبهم بجنس حقهم وكذلك ورد في الحديث علماء أمتي كانبياء بني اسرائيل فالمراد من العلماء العلماء الوارثون لا الغرماء الذين أخذوا نصيبا من بعض التركة فان الوارث بواسطة القرب والنسبة يقال انه مثل المورث بخلاف الغريم فانه خال عن هذه العلاقة فالذي لا يكون وارثا لا يكون عالما الا ان يخص علمه بنوع واحد فيقول عالم بعلم الاحكام والعالم المطلق هو الذي يكون وارثا ويكون له من كلا نوعي العلم نصيب وافر وأكثر الناس يظنون ان علم الاسرار عبارة عن علم توحيد الوجود وشهود الوحدة في الكثرة ومشاهدة الكثرة في الوحدة وكناية عن معارف الاحاطة وسريان الوجود والقرب ومعيته تعالى على النهج المكشوف والمشهود لارباب الاحوال حاشا وكلا أن تكون هذه العلوم والمعارف من علم الاسرار وتليق بمرتبة النبوة فان مبنى هذه المعارف سكر الوقت وغلبة الحال المنافي للعصور علم الانبياء عليهم الصلاة والسلام

فالنية باللسان بدعة ويسمونها حسنة والفقير يعلم ان هذه البدعة رافعة للفرض فضلا عن السنة فان أكثر الناس يكتفون في جواز ذلك باللسان ولا يبالون بغفلة القلب فيكون قد ترك في ضمن ذلك فرضا من فرائض الصلاة الذي هو النية بالقلب فيؤدي ذلك الى فساد الصلاة وعلى هذا القياس سائر المبتدعات والمحدثات فانها زيادات على السنة ولو بوجه من الوجوه والزيادة نسخ والنسخ رفع (وقال قدس الله سره) اعلم ان الولاية عبارة عن الفناء والبقاء والخوارق من لوازمها ولكن ما كل من كانت خوارقه أكثر تكون ولايته أتم وأكمل بل قد يكون خوارقه أقل وولايته أتم وأكمل ومدار كثرة الخوارق على شيئين وهما ان يكون الصعود في وقت العروج أكثر والهبوط في وقت النزول أقل بل الاصل العظيم في كثرة ظهور الخوارق هو قلة النزول كيفما كان العروج لان صاحب النزول ينزل الى عالم الاسباب فيجد الاشياء مربوطة بها ويرى فعل المسبب من ورائها والذي لم ينزل أو نزل ولكنه لم يصل الى الاسباب فنظره مقصور على مسبب الاسباب والاسباب قد ارتفعت عن نظره والحق سبحانه يعامل كل أحد على حسب ظنه فيقضي أمر من يرى الاسباب بها ويقضي أمر من لا يرى الاسباب بدونها قال تعالى في الحديث القدسي أنا عند ظن عبدي بي ولطالما كان يخطر ببالي انه ما السبب في كون الخوارق التي ظهرت على يد الشيخ عبد القادر رضي الله عنه لم تظهر على يد كثير من كمل الاولياء السابقين حتى أطلعني الله تعالى على سر ذلك وهو انه كان عروجه أعلى من أكثر الاولياء وفي جانب النزول كان نزوله الى مقام الروح الذي هو فوق عالم الاسباب ومما يناسب هذا المقام ما حكي ان الحسن البصري رضي الله عنه كان واقفا على شاطئ النهر ينتظر السفينة فجاء حبيب العجمي رضي الله عنه فوجده واقفا فقال له ماذا تنتظر قال السفينة فقال له وأي حاجة الى السفينة أما لك يقين فقال الحسن أما لك علم ثم مشى حبيب على الماء وبقي الحسن حتى ركب في السفينة فلما كان الحسن نازلا الى عالم الاسباب عاملوه بها وحبيب لم ينزل فعاملوه بدونها والفضل للحسن فانه صاحب علم جمع بين علم اليقين وعين اليقين وعرف الاشياء كما هي في نفس الامر فعلمت القدرة مستورة خلف الحكمة وحبيب العجمي صاحب سكر وله يقين بالفاعل الحقيقي من غير ان يرى للاسباب مدخلا وهذه الرؤية غير مطابقة لما في الواقع فان توسط الاسباب كائن وحاصل وأما شأن التكميل والارشاد فهو بعكس طريق ظهور الخوارق فان في مقام الارشاد كلما كان نزوله أكثر كان في الارشاد أكمل لانه لابد من حصول المناسبة بين المرشد والمسترشد وذلك منوط بالنزول واعلم انه كلما كان الصعود أعلى يكون الهبوط أنزل ولهذا لما كان ترقي نبينا عليه الصلاة والسلام أعلى وأرقى من ترقي جميع الانبياء عليهم الصلاة والسلام كان نزوله أقوى من الجميع وكانت دعوته أتم ولذلك أرسل الى كافة الانام فانه بسبب نهاية النزول حصل المناسبة بالجميع فصار طريق الافادة فيه أتم وربما تحصل الافادة من المتوسطين في هذا الطريق أكثر من المنتهين الذين ما رجعوا الان مناسبة المتوسط للمبتدي أكثر من ذلك فمدار كثرة الافادة وقلتها على الهبوط والرجوع لا على الانتهاء وعدمه وههنا دقيقة وهي كما انه ليس من شرط الولاية علم الولي بنفس ولايته كما هو المشهور كذلك ليس من شرطها علمه بخوارقه فربما ينقل الناس عنه خوارق شتى وهو لا علم له بها وكان شيخنا قدس سره يقول والعجب ان الناس يأتون الي من الاكناف والاطراف فبعضهم يقول رأيناك في مكة وبعضهم يقول رأيناك في بغداد فيظهرون المحبة والمعرفة والحال اني ما خرجت من بيتي فما هذا الافتراء (وقال قدس الله سره) ما يفهم من عبارات بعض الصوفية من انه تعالى محتاج الينا في ظهور كمالات الاسماء والصفات هو كلام ثقيل على الفقير جدا فان المقصود من خلقهم حصول الكمالات لهم لا كمال عائد الى جناب قدسه تعالى ويؤيد هذا المعنى آية وما خلقت الجن والانس الا ليعبدون أي ليعرفون أي لحصول المعرفة لهم التي هي كمالهم لا كمال عائد الى جناب الحق سبحانه وتعالى وما ورد في الحديث من قوله تعالى خلقت الخلق لاعرف فالمراد منه أيضا معرفتهم لا اني أصير معروفا وبواسطة معرفتهم أحصل كمالا تعالى

بهذا المقدار لا يتيسر الوصول الى حضرة الذات ولا يحصل الوصل العريان والوصول اليهما موقوف على طي الاسماء والصفات على سبيل الاجمال فيكون حينئذ للتجليات نهاية فان قيل التجليات الذاتية أيضا قد قيل بانه لا نهاية لها فكيف يصح لكم أن تقولوا بانه لها نهاية فالجواب ان التجليات الذاتية لا تكون بدون ملاحظة الشؤون والاعتبارات اذ التجلي بدون هذه الملاحظة لا يمكن والذي نحن في صدد بيانه أمر وراء التجليات صفاتية أو ذاتية اذ لا يجوز اطلاق التجلي في ذلك الموطن أي تجل كان لان التجلي عبارة عن ظهور الشئ في المرتبة الثانية أو الثالثة أو الرابعة الى ماشاء الله وههنا سقطت المراتب بالكلية وطويت المسافة بالتمام فان قيل ان تلك التجليات باي اعتبار تكون ذاتية فالجواب ان التجليات ان كانت مع ملاحظة معان زائدة على الذات فصفاتية أو مع ملاحظة معان غير زائدة على الذات فذاتية ولهذا قالوا ان ظهور الوحدة الذي هو التعين الاول وليس بزائد على الذات تجل ذاتي ومطلبنا حضرة الذات التي لا محل لملاحظة المعاني معها أصلا سواء كانت زائدة أولا اذ المعاني قد طويت على طريق الاجمال وتيسر الوصول الى الذات وينبغي أن يعلم ان الوصل في ذلك الموطن مثل المطلوب بلا كيف ولا كيفية أيضا ليس الوصل المتعارف فانه لا يليق بذلك الجناب المقدس تعالى وتقدس ولا سبيل لذي الكيف الى اللاكيف لا يحمل عطايا الملك الا مطاياه وما تكلم أحد من مشايخ هذه الطريقة على نهايتها بل تكلموا على بدايتها وقالوا ان نهايتها مندرجة في بدايتها فاذا كانت بدايتها مندرجة بالنهاية فينبغي أن تكون النهاية مناسبة لتلك البداية وهو الذي امتاز هذا الفقير باظهاره ولله سبحانه الحمد والمنة على ذلك (أيها الاخ) الواصلون الى هذه النهاية من هذا الطريق ومن سائر الطرق أقل قليل يكاد اعدت أفرادهم أن يستبعده الاقربون فضلا عن استبعاد الابعدين وانكارهم وحصول هذا الكمال ووصول نهاية النهاية انما كان ببركة اتباعه عليه الصلاة والسلام (وقال قدس الله سره) في بيان الفرق بين قرب الصحابة والاولياء ومنشأ كل منهما اعلموا ان القرب المنوط بالفناء والبقاء وبالسلوك والجذبة هو قرب الولاية الذي تشرف به أولياء هذه الامة والقرب الذي تيسر للصحابة الكرام في صحبته عليه الصلاة والسلام قرب النبوة الذي حصل لهم بالتبعية والوراثة وليس في هذا القرب فناء ولا بقاء ولا جذبة ولا سلوك وهذا أعلى وأفضل من قرب الولاية بمراتب فان هذا القرب قرب أصل وذلك قرب ظل وشتان بينهما ولكن لا يصل فهم كل أحد الى ذوق هذه المعرفة وربما شارك الخواص العوام في فهمها نعم ان وقع السير والعروج الى ذروة كمالات قرب النبوة من طريق قرب الولاية فلابد من الفناء والبقاء والجذبة والسلوك فان هذه مقدمات ذلك القرب ومباديه والا بأن وقع من جادة قرب النبوة فلا يحتاج فيها الى المقدمات المذكورة والصحابة الكرام ساروا من جادة قرب النبوة الذي لا تعلق له بتلك المقدمات وهذا الفقير كتب في رسائله ان معاملتي وراء السلوك والجذبة ووراء التجليات والظهورات فالمراد منه هذا القرب والحمد لله الذي هدانا لهذا وما كنا لنهتدي لولا ان هدانا الله لقد جاءت رسل ربنا بالحق (وقال قدس الله سره) اعلم ان المعارف التي تناسب مقام الولاية شطحيات المشايخ وعلوم تخبر عن التوحيد والاتحاد وتنبئ عن الاحاطة والسريان وتشير الى القرب والمعية وتشعر بالظلية والمرآتية وتثبت الشهود والمشاهدة وبالجملة فمعارف الاولياء الفصوص والفتوحات المكية ومعارف الأنبياء الكتاب والسنة وولاية الاولياء تخبر عن قرب الحق تعالى وولاية الانبياء تخبر عن أقربيته تعالى وولاية الاولياء تدل على الشهود وولاية الانبياء تثبت نسبة مجهولة الكيف وولاية الاولياء لا تعرف الاقربية ولا الجهالة ماهي وولاية الانبياء مع وجود الاقربية تعرف القرب عين البعد والشهود نفس الغيبة (وقال قدس الله سره) اعلم ان الشريعة والحقيقة متحدان في الحقيقة لا تغاير بينهما ولا فرق الا بالاجمال والتفصيل فالشريعة اجمال والحقيقة تفصيل وبالاستدلال والكشف فالشريعة استدلال والحقيقة كشف وبالغيب والشهادة فالشريعة غيب والحقيقة شهادة وبالتعمل

سواء كان علم الاحكام أم علم الاسرار كله حق وثابت وما مارجه شئ من السكر بل جميع هذه المعارف من
أسرار الولاية للذين لهم قدم راسخ فى السكر لا من أسرار النبوة والانبياء عليهم الصلاة والسلام
وان كان لهم أيضا ولاية ولكن أحكامها مغلوبة ومضمحلة فى جنب أحكام النبوة (وقال قدس الله سره)
اعلم ان كل مسألة يكون فيها خلاف بين العلماء والصوفية اذا تأملت ودققت النظر تجد الحق مع العلماء
وسر ذلك ان نظر العلماء بواسطة متابعة الانبياء عليهم الصلاة والسلام نافذ الى كمالات النبوة وعلومها
ونظر الصوفية مقصور على كمالات الولاية ومعارفها فتكون العلوم المأخوذة عن مشكاة النبوة
أصوب قطعا من العلوم المأخوذة عن رتبة الولاية (وقال قدس الله سره) اعلم ان السماع والوجد ينفع
جماعة متصفين بتقلب الاحوال ومتصفين بتبدل الاوقات فهم تارة حاضرون وتارة غائبون ووقتا
واقدون ووقتا واجدون وهم أرباب القلوب فى مقام التجليات الصفاتية ينتقلون من صفة الى صفة
ويتحولون من اسم الى اسم وتلون الاحوال نقد وقتهم وتشتت الآمال حاصل مقامهم يستحيل فى حقهم
دوام الحال ويمتنع استمرار الوقت فرمانى قبض وحينا فى بسط فهم أبناء الوقت والمغلوبون وأرباب
الاحوال والمقهورون فتارة مرجوعون وأخرى يسقطون وأما أرباب التجليات الذاتية الذين خلصوا
من مقام القلب بالكلية ووصلوا الى مقلبه وحرروا عن رق الحال الى محوله ولا يحتاجون الى السماع
والوجد فان وقتهم دائمى وحالهم سرمدى بل لا وقت لهم ولا حال فهم آباء الاوقات وأرباب التمكين
وهم الواصلون الذين لا رجوع لهم أصلا ولا فقد لهم قطعا فمن لا فقد له لا وجد له (وقال قدس الله
سره) أيها الاخ رأس هذه الطريقة العلية ورئيس هذه السلسلة السنية الصديق الاكبر الذى هو
بعد النبيين أفضل البشر رضى الله عنه وبهذا الاعتبار قال أكابر هذه الطريق ان نسبتنا فوق جميع
النسب اذ نسبتهم عبارة عن الحضور الخاص ونسبتهم وحضورهم نسبة الصديق وحضوره الذى هو
فوق جميع النسب والحضورات ومن خصائص هذه الطريقة العلية اندراج نهايتها فى بدايتها قال الشيخ
النقشبند قدس الله سره العزيز نحن أدرجنا النهاية فى البداية فان قيل اذا كانت نهاية غيرهم
مندرجة فى بدايتهم فماذا تكون نهايتهم وأيضا اذا كانت نهاية غيرهم الوصول الى الحق فالى أين
يكون سيرهم عن الحق ليس وراء عبادان قرية فالجواب ان نهاية هذه الطائفة العلية ان تيسر هى
الوصل العريان الذى علامة حصوله اليأس عن حصول المطلوب فافهم فان كلامنا اشارة لا يدركها
الا الاقل من الخواص بل أخص الخواص وانما ذكرت علامة هذه السعادة العظمى لان جماعة من
هذه الطائفة تكلموا فى نهاية هذا الطريق وتخيلوا انها هى الوصل العريان وجماعة أخرى ظنوا انها
هى اليأس من حصول المطلوب واذا عرض عليهم اجتماعهما كادوا يعدون ذلك من جمع الضدين وانه محال
فالذين يدعون الوصل يقولون اليأس حرمان والذين يدعون اليأس يقولون الوصل عين الفصل وكل ذلك
من علامة عدم الوصول الى تلك المنزلة العليا غاية ما فى الباب ان بارقة من ذلك المقام العالى برقت على
بواطنهم فجماعة تخيلوها الوصل وأخرى اليأس وهذا التفاوت من تفاوت استعداداتهم فيناسب
استعداد طائفة الوصل ويوافق استعداد طائفة اليأس وعند الفقير ان استعداد اليأس أحسن من
استعداد الوصل وان كان الوصل واليأس متلازمان وفهم من هذا جواب الاعتراض الثانى ان
الوصل المطلق أمر والوصل العريان امر وشتان ما بينهما ونعنى بالوصل العريان رفع الحجب كلها ولما كان
أعظم الحجب وأقواها التجليات المتنوعة والظهورات المختلفة فلا بد أن تنقضى تلك التجليات
والظهورات تمامها سواء كان التجلى والظهور فى المرايا الامكانية أو المجالى الوجوبية فانهما فى نفس
الحجب سواء وان كان بينهما تفاوت فى الشرف والرتبة فذلك أمر آخر خارج عن نظر الطالب فان قيل يلزم
من هذا البيان أن يكون للتجليات نهاية والحال ان مشايخ الطريقة صرحوا بان التجليات لا نهاية لها
فالجواب ان التجليات لا نهاية لها على تقدير وقوع السير الى الاسماء والصفات على سبيل التفصيل فعلى

هذا

الشيخ أحمد قبله الله ورسوله وكل من رده رده الله ورسوله وكذلك أنت ياولدى * وكعبة الارشاد الشيخ محمد الصديق المدحشى قدس سره * ومنهل الامداد مولانا الشيخ أحمد الدينى قدس سره * وتحفة الواصلين الشيخ عبد الحى البلخى قدس سره والامام الجليل مولانا الشيخ مزمل قدس سره * وبحر العرفان الشيخ هاشم الكشمى قدس سره وزينة أهل الله الشيخ يار محمد القديم الطالقانى قدس سره * وزبدة الكاملين الشيخ حسن كريم الدين الابدالى قدس سره * وروضة الصلاح الشيخ محمد أشرف الكابلى قدس سره ونعمة العرفان الشيخ صفر أحمد الرومى قدس سره * والعلامة الواصل العارف الكامل الشيخ عثمان اليمنى قدس سره * وعالم الاولياء فى وقته الشيخ عبد العزيز المحوى الحسنلى قدس سره (وبحر) المحققين العارف بالله مولانا الشيخ على المالكى قدس سره * ومظهر العلوم الالهية مولانا الشيخ على الطبرى الشافعى قدس سره وغيرهم من أهل الفضل والمعارف ممن انتشر ببركتهم وباصحابهم فى العالم أنوار الشريعة وأسرار الحقيقة قدس الله أرواحهم الطاهرة (واما أجلة الاصحاب) فهم بيت ماء وأقطاب هم شمس المعارف العالم العارف شيخ السلسلة القادرية سيدنا الشيخ محمد سعيد خازن الرحمة قدس سره وقطب الاولياء العارفين وأعظم المرشدين المكملين شيخ هذه السلسلة النقشبندية وأكمل من سرى اليه سر هذه النسبة المجددية سيدنا الشيخ محمد المعصوم العروة الوثقى قدس سره

وعدمه فالشريعة تعمل وتكلف والحقيقة لا تعمل فيها ولا تكاليف فالاحكام والعلوم التي ثبتت وتبينت بوجوب الشريعة الغراء هي التي تتبين بعينها بعد التحقق بحقيقة حق اليقين وتنكشف بالتفصيل وتظهر من الغيب الى الشهادة ويرتفع تحمل العمل من البين وعلامة الوصول الى حقيقة حق اليقين مطابقة علومه ومعارفه لعلوم الشريعة ومعارفها وما دامت المخالفة موجودة ولو بأدنى شعرة فذلك دليل على عدم الوصول وكل خلاف وقع من كافة مشايخ الطرق للشريعة فهو مبني على سكر الوقت وهو لا يكون الا في أثناء الطريق والمنتهون الى نهاية النهاية كلهم في الصحو والوقت مغلوب لهم والحال والمقام تابع لكمالهم فتحقق ان مخالفة الشريعة علامة على عدم الوصول الى الحقيقة وما وقع في عبارات بعض المشايخ من ان الشريعة قشر والحقيقة لب فهذا الكلام وان كان مشعرا بعدم استقامة قائله ولكن يمكن ان يكون مراده ان المجمل بالنسبة الى المفصل حكمه حكم القشر بالنسبة الى اللب وان الاستدلال بالنسبة الى الكشف كالقشر بالنسبة الى اللب واما الاكابر اولو الاحوال المستقيمة فانهم لا يجوزون الاتيان بمثل هذه العبارات الموهمة ولا يفرقون بينهما الا بما ذكرنا سئل الشيخ النقشبند قدس سره ما المقصود من السير والسلوك فقال ان تصير المعرفة الاجمالية تفصيلية والاستدلالي كشفيا رزقنا الله سبحانه الثبات والاستقامة على الشريعة علما وعملا اهـ (وتآليفه) الحافلة الكافلة لشرح عوارف معارفه والبرهنة على عظمة مواهب مشاربه أجلها مكتوباته القدسية وهي تحتوي على مجلدين جمعن باللغة الفارسية وتقدمت الاشارة اليها والرسالة التهليلية ورسالة اثبات النبوة ورسالة المبدا والمعاد والمكاشفات الغيبية وآداب المريدين والمعارف اللدنية بين فيها أحواله ومقاماته الخاصة ورسالة في الرد على الشيعة وتعليقات على عوارف المعارف وشرح الرباعيات لعبد الباقي وغيرها فمن له لوعة على عزة المطلوب فليرجع اليها فانه يجد فيها ما تجد له القلوب (توفي رضي الله عنه) سابع عشري صفر الخير سنة أربع وثلاثين وألف وسنه ثلاث وستون ودفن في مدينة سهرند وجاء تاريخ وفاته رفيع المراتب ولقد نظمت هاتين الكلمتين فقلت

الامام الرباني لما توفي * جاء تاريخه (رفيع المراتب) ١٠٣٤

وله من الخلفاء العارفين فئة كثيرة من أجلهم * العارف بالله تعالى مولانا الشيخ حميد قدس سره أرسله الى بلاد بنكاله وأعطاه نعله المباركة فقضى بها الحوائج وشفى بها المرضى وكانت له آية عظيمة * والمرشد الكامل مولانا الشيخ حسن البركي قدس سره * والعارف بالله تعالى الشيخ نور المتني قدس سره أخبر سيدنا المجدد رضي الله عنه انه من رجال الغيب النجباء * والانسان الكامل الشيخ بديع الدين السهارنفوري قدس سره رأى في واقعة رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول له أنت سراج الهند * والعالم بالله تعالى الشيخ أحمد البركي قدس سره رباه سيدنا المجدد عطر الله تربته في جمعة وأمره بارشاد بلاده خراسان وصفوة الاولياء الشيخ محمد طاهر اللاهوري قدس سره انتهت اليه رياسة الطريقة في لاهور ورأى في واقعة انه في الروضة المطهرة ورسول الله صلى الله عليه وسلم يحدثه ويكلمه ثم بشره بان من بايعك فهو مغفور له ومن رأى وجهك نجا من النار * والولي الكامل مولانا السيد الشيخ آدم البنوري قدس سره كان اذا توجه للمريد بل اذا لقنه الذكر يوصله الى فناء القلب ولقد قبله الحق تعالى وأعطاه طريقة جديدة تسمى الاحسنية وهدى الله به أكثر من ألف ألف وتكمل على يده ألف خليفة وبشر بلواء أحمري يوم القيامة يستظل في ظله من توسل به ويعفر له ولما قدم المدينة المنورة وسلم على جده فخر الانام صلى الله عليه وسلم سمع منه رد السلام ومد اليه يده المقدسة وصافحه وقال له يا ولدي كن في جواري فبقي في المدينة حتى لقي ربه * وقطب زمانه السيد الشيخ نعمان البدخشي قدس سره بلغ استيلاؤه بالارشاد على قلوب العباد ان خاف السلطان منه على ملكه وكتب له المجدد قدس الله سره لقد قابل هلالك شمس الهداية فانعكس عليه جميع أنوارها فصار بدرا كاملا ورأى في واقعة رسول الله صلى الله عليه وسلم يثني على حضرة المجدد ويقول كل من قبله

حسرتاکه این چرخ ناهموار ودون   نیزه زد قلب ما پرکشت زخون

موت عالِمْ موت عالَمْ شد یقین   عاقلانرا این ستان از یوم دین

می سزد گرخون بگرید آسمان   بر وفات قطب عالم جاودان

از وفاتش لرزه آمد بر زمین   چون بماند سالم این قلب حزین

مرشد ما بست برخود این نقاب   نیست ممکن دیدنش الّا بخواب

ازکه جویم بعد ازو ارشاد خویش   ازکه خواهم درد را درمان خویش

أهل ایمان أز وفاتش در ألم   کوییا ارا بربارد درد وغم

فرقتا وافرقتا گشتم جدا   ازحبیب خویش ومحبوب خدا

عقل کل بود او ندانستم چنان   حیرت اندر حیرتم من هرزمان

مرشدی فاصل نبردی ماچنین   ما بغفلت رفته بودیم آه ازین

مستفید ازوی نگشتم رفت او   تازه شد هجرت شهادت شد دوتو

گرنگریم تاقیامت سود نیست   زانکه او باری دگر آینده نیست

ای حلمیّ قطمیر آیس مشو   مشغول است او در پیش دائم برو

در هزار سیصد وسیست ودو بود   دعوتش میکرد خلاق ودود

ساعتی هفتم که هجرت رو نمود   پنج شنبه بیست ونه ذی القعده بود

ارجعی أمر الهی گوش کرد   ترك این دار ودیار وهوش کرد

سید عالی مقام عبد الحکیم   درجوار قرب یزدان شد مقیم

جنة المأوی مقامش شد یقین   ماند محروم از وصالتش مؤمنین

خاك باغلوم آن وجود پاك را   چون صدف شد تهنیت آن خاك را

داغ بر دلها نهاد آن روح پاك   دوستانش ماند در حسرت هلاك

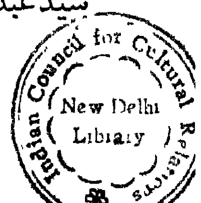
این چنین حزن وألم دائم بود   تاکه جان اندر قفس قائم بود

من چه کویم حال آن عالی همام   کشت او منظور پیران کرام

کوی باغلوم شد مراد از النعیم   هست در وی سیدم عبد الحکیم

سید عبد الحکیم بن مصطفی آرواسی در ترکیه در شهر آنقره وفات یافت
در قریهٔ باغلوم مدفون است «قدس الله سره الاقدس»

CİHAN MATBAACILIK A.S.
☎ 27 34 45 - 28 73 14



Bu kıtâbın ısmi **(Meslek-i Muceddid)** dır Buyuk ıslâm âlımı İmâm-ı Rabbâni Mucaddıd-ı elf-i sânının farsca olan **(Mektûbât)** kitâbından parçalar alıp, urdu diline tercemesi yapılmıştır İmânı ve takvâyı anlatmaktadır Kıtâbda turkçe, osmanlıca hiçbir yazı yoktur

IŞIK KİTABEVİ

CIHAN MATBAACILIK A.Ş.
☎ 27 34 45 - 28 73 14

EKİM 1976